UNIVERSAL
LIBRARY
OU_222600
UNIVERSAL
LIBRARY

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ۸۹۱٫۴ ۴۳۲۱۲ ص ۔ ق   Accession No. ۱۵۷۸۱

Author صفی

Title [illegible]

This book should be returned on or before the date last marked below.

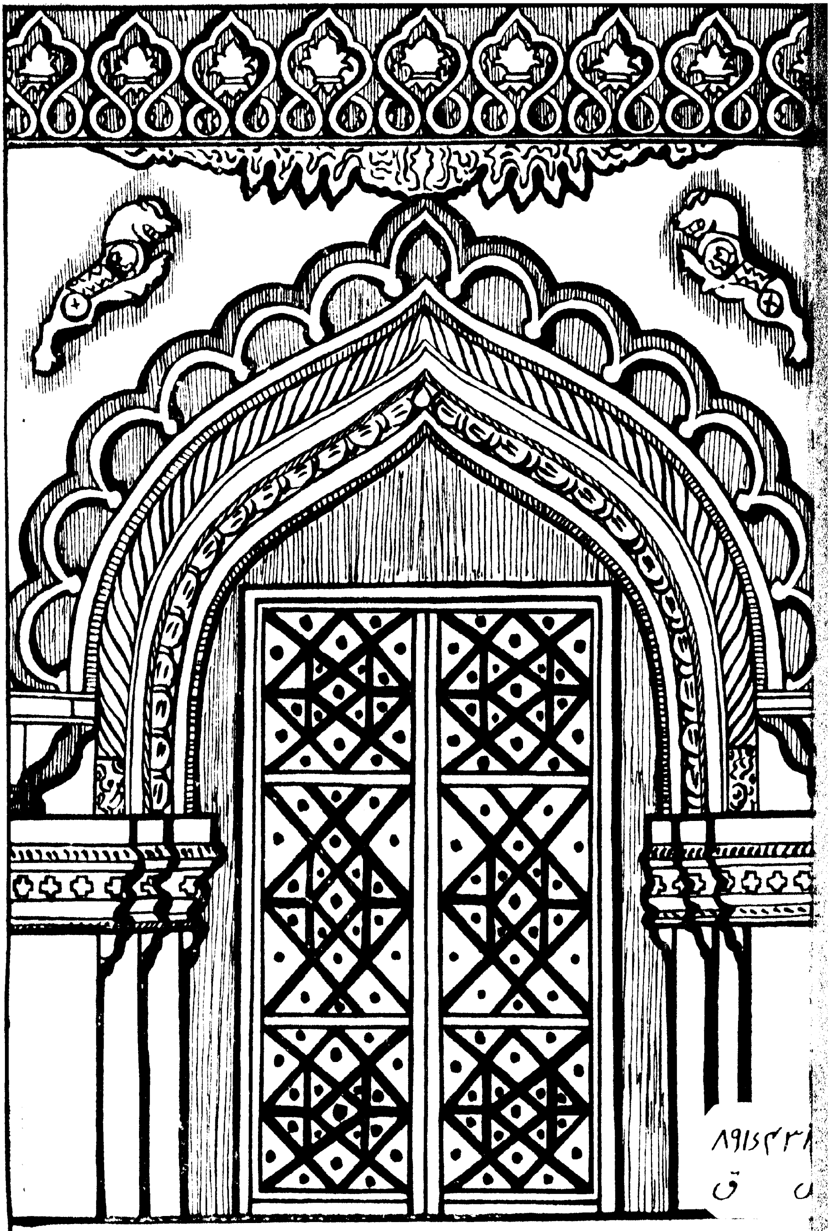

۸۹۱۵۳۱۸
ق ں

قصۂ بے نظیر

۱۸۷

سلسلۂ یوسفیہ — شمارہ (۴)

قصۂ بے نظیر

۱۱۵۵ھ

از

صنعتی

مرتبہ

عبدالقادر سروری ایم اے۔ ایل ایل بی

لکچرار اردو جامعہ عثمانیہ

۱۳۵۷ھ

مجلس اشاعتِ دکنی مخطوطات

سرپرست

عالیجناب نواب سالار جنگ بہادر

۱۔ مولوی سید محمد اعظم صاحب ایم اے۔ بی ایس سی۔ (کینٹب) پرنسپل سٹی کالج صدر

۲۔ ڈاکٹر سید محی الدین قادری صاحب ایم اے۔ پی ایچ، ڈی (ریڈر اردو جامعۂ عثمانیہ) نائب صدر

۳۔ مولوی مرزا حسین علی خاں صاحب بی اے (آنرز) پروفیسر انگریزی و پرووسٹ جامعۂ عثمانیہ رکن

۴۔ مولوی عبد المجید صاحب صدیقی ایم اے۔ ال ال بی۔ (لکچرار تاریخ جامعہ عثمانیہ) "

۵۔ مولوی عبد القادر سروری صاحب ایم اے۔ ال ال بی۔ (لکچرار اردو جامعہ عثمانیہ) "

۶۔ مولوی سید محمد صاحب ایم اے۔ (لکچرار اردو سٹی کالج) معتمد

۷۔ مولوی میر سعادت علی صاحب ایم اے۔ شریک معتمد

پیش لفظ

اُردو یا ہندستانی کی ابتدائی تاریخ اور اس کے قدیم شعرا و مصنفین کے حالات و مقالات ایک عرصۂ دراز تک بالکل تاریکی میں رہے اور عام طور پر یہی سمجھا جاتا تھا کہ ولی اورنگ آبادی جو گیارہویں صدی ہجری کے رُبع آخر میں گزرے ہیں، اس زبان کے سب سے پہلے شاعر تھے بلکہ بعض متاخر تذکرہ نویسوں نے ان کے کلام کو بھی جس میں قدیم زبان کی بہت زیادہ جھلک پائی جاتی تھی، ٹکسال باہر قرار دے کر دلّی کے ان شعرا کو، جنھوں نے ولی کی تقلید میں فارسی کی بجائے اُردو میں شعر کہنا شروع کیا تھا، اُردو کے اولین شعرا قرار دیا ہے۔

لیکن حالیہ تحقیقات نے اس حقیقت کو روزِ روشن کی طرح ثابت کر دیا ہے کہ ولی اورنگ آبادی سے کئی سو برس پہلے اُردو زبان کی بُنیاد پڑ چکی تھی، اور دکن کی قدیم اسلامی سلطنت بہمنیہ کے

آخری زمانے میں اور اس کے بعد اس کی جانشین ریاستوں یعنے قطب شاہی اور عادل شاہی کے عہد میں اس زبان نے اس قدر ترقی کرلی تھی کہ نہ صرف عام بول چال اور تبادلۂ خیال کے لیے استعمال کی جاتی تھی بلکہ اس میں نظم و نثر کی متعدد اعلیٰ درجے کی کتابیں بھی لکھی گئیں خصوصاً قطب شاہی اور عادل شاہی خاندانوں کے علم دوست اور سخن گستر بادشاہوں کی خاص سرپرستی نے اس کی ترویج و ترقی کی رفتار بہت ہی تیز کردی، اور ان کی شخصی دلچسپی سے جن میں بعض مثلاً محمد قلی قطبشاہ بانئ شہر حیدرآباد خود اعلیٰ درجے کے شاعر تھے، اس زمانے میں بہت سے بلند پایہ شعراو مصنفین پیدا ہوئے۔ ان ریاستوں کی تباہی کے بعد اُردو زبان کی تیز رفتار ترقی ایک عرصے کے لیے کچھ رُک سی گئی، اور پھر سرکار دربار میں کچھ مدت کے لیے فارسی کا دور دورہ قائم ہوگیا، لیکن باوجود شاہی سرپرستی سے محروم ہونے کے اُردو زبان اپنی فطری موزونیت کے سبب برابر بڑھتی اور ترقی کرتی رہی اور رفتار زمانہ کے ساتھ ساتھ اس میں بہت سی تبدیلیاں ہوتی رہیں۔

اگرچہ محققین کی تحقیقاتی مساعی کی بدولت اُردو زبان و ادب کی قدامت مُسلم ہوگئی ہے لیکن ان قدیم شاعروں اور نثر نویسوں کے گراں پایہ ادبی کارنامے جن پر اس زبان کی تمام تر ترقیوں کی بُنیاد قایم ہے اور جن کے مطالعے سے ہم نہ صرف اپنے قدما کے افکار و خیالات اور اسالیب بیان سے لُطف اندوز ہو سکتے ہیں بلکہ

اپنی گزشتہ عظمت سے بھی آگاہی حاصل کر سکتے ہیں، اب تک گوشۂ گمنامی میں پڑے ہوئے تھے، پیوستہ سال سٹی کالج میں دو صد سالہ جشنِ یادگار ولی کے موقع پر "دکنی مخطوطات" کی جو نمایش منعقد کی گئی تھی، اس سے معلوم ہوا کہ کتنے ہی انمول جواہر پارے ایسے ہیں جن کی اشاعت سے نہ صرف اردو ادب کے ذخیرے میں ایک بیش قیمت اضافہ ہوگا، بلکہ ان سے اردو ادب کی ابتدائی ترقیوں، اس زبان کی عہد بہ عہد تبدیلیوں اور عہد گزشتہ کی تہذیب و تمدن کے متعلق نہایت کارآمد معلومات حاصل ہونگی۔ نیز اس عہد کی کتابوں کے مطالعے سے یہ حقیقت بھی آشکار ہوتی ہے کہ ابتدائی اردو میں عربی اور فارسی کے الفاظ کے ساتھ ہندی کے الفاظ بھی برابر کے شریک تھے جو بعد کو رفتہ رفتہ زبان سے خارج ہوگئے۔ موجودہ زمانے میں بیرونی زبانوں کے غیر ضروری الفاظ اردو سے خارج کر کے اس کو خالص ہندستانی بنانے کی جو کوشش کی جارہی ہے اس کے مدنظر بھی ان کتابوں کی اشاعت بہت ہی کارآمد ثابت ہوگی۔ ان کے مطالعے سے اہل ذوق یہ معلوم کر سکینگے کہ کس طرح ہندی اور سنسکرت کے الفاظ بھی اردو کی خراد پر چڑھ کر اردو یا ہندستانی زبان کا جز بن سکتے ہیں۔

حسنِ اتفاق سے حیدرآباد کے مشہور علم دوست امیر عالیجناب نواب سالار جنگ بہادر مدفیوضہ، نے بھی جو جشن یادگار ولی کے صدر نشین تھے اس اہم ضرورت کو محسوس فرمایا

اور اپنے خطبۂ صدارت میں بدیں الفاظ توجہ دلائی :-

"اس اہم اور دلچسپ کام کو اس تقریب کے ساتھ ختم نہ ہونا چاہیے۔ بلکہ مناسب یہ ہے کہ اس دو صد سالہ جشن ولیؔ کی یادگار میں کوئی مستقل کام آغاز کیا جائے۔ میرے خیال میں اس سے بڑھ کر کوئی اچھا کام نہیں ہو سکتا کہ ولیؔ کے معاصرین اور ان سے پہلے کے شاعروں اور صاحبانِ تصانیف کی اُردو کتابیں مرتب اور شایع کی جائیں۔ ولیؔ سے پہلے بھی ہمارے ملک میں بڑے بڑے شاعر اور انشا پرداز پیدا ہو چکے ہیں۔ خود طبقۂ فرماں روایان میں محمد قلی قطب شاہ اور علی عادل شاہ بلند پایہ شاعر تھے۔ پھر ان کے دربار کے ملک الشعرا وجہیؔ، غواصیؔ، نصرتیؔ، رستمیؔ، وغیرہ ولیؔ سے کم نہ تھے۔ اور چونکہ ولیؔ سے بہت پہلے گزرے ہیں اس لیے ان کے کلام اور بھی زیادہ قابل قدر رہیں۔ بہر حال اس اہم کام کی تکمیل کے لیے ایک جماعت منتخب کر لینی چاہیے۔"

نواب صاحب ممدوح نے قدر شناسی سے یہ بھی فرمایا کہ :-

"مسرت کا مقام ہے کہ خود ہمارے ملک میں اب ایسے اصحاب موجود ہیں کہ ان قدیم کتابوں کے کلام اور زبان کو سمجھ کر ان کو جدید طریقوں پر مرتب کر کے

شایع کر سکتے ہیں۔ میں بھی اس مبارک اور اہم کام میں اس جماعت کا ہاتھ بٹانے تیار ہوں"

چنانچہ نواب صاحب معز کی اس علمی سر پرستی اور اعانت سے حسب ارشاد گرامی راقم کی صدارت میں حسب ذیل اصحاب کی ایک کمیٹی "مجلس اشاعت مخطوطات" کے نام سے قائم کی گئی اور قدیم ادبی جواہر پاروں کا ایک تفصیلی جائزہ لے کر ان کی اشاعت کے ابتدائی مراحل طے کیے گئے۔

(۱) ڈاکٹر سید محی الدین قادری صاحب زور ام۔اے۔ پی ایچ ڈی (ریڈر اردو جامعہ عثمانیہ) نائب صدر

(۲) مولوی مرزا حسین علی خاں صاحب بی اے (آنرز) (صدر شعبۂ انگریزی جامعہ عثمانیہ) رکن

(۳) مولوی عبد المجید صاحب صدیقی ام۔اے۔ ال ال بی۔ (لکچرار تاریخ جامعہ عثمانیہ) "

(۴) مولوی عبد القادر سروری صاحب ام۔اے ال ال بی۔ (لکچرار اردو جامعہ عثمانیہ) "

(۵) مولوی سید محمد صاحب ام۔اے۔ (لکچرار اردو سٹی کالج).....معتمد

(۶) مولوی میر سعادت علی صاحب رضوی ام۔اے۔ ....شریک معتمد

علمی نقطۂ نظر سے قدیم کتابوں کی اشاعت آسان اور ہر شخص کے بس کا کام نہیں۔ جن لوگوں کو اس سے سابقہ پڑا ہے وہ اچھی طرح اس حقیقت سے واقف ہیں کہ اس کام میں کس قدر دشواریاں پیش آتی ہیں۔ مختلف نسخوں کے باہمی مقابلے اور تصحیح کے علاوہ

بعض دفعہ ایک ایک لفظ کے لیے کئی کئی روز چھان بین کرنی پڑتی ہے، اور بظاہر یہ مثل صادق آتی ہے کہ "کوہ کندن و کاہ برآوردن"۔ نسخے اکثر بدخط اور بعض غلط در غلط بھی ہوتے ہیں۔ ان تمام مراحل کو صبر و سکون اور محنت و ہمت سے طے کرنے کے بعد کتاب قابل اشاعت بن سکتی ہے۔ مجلس ہذا کے مستعد اور علم دوست ارکان نے جس محنت اور توجہ سے اس ہفت خوان ادب کو طے کیا ہے وہ ان کی مساعی کے نتائج سے ظاہر ہے اور توقع ہے کہ وہ ارباب ذوق کی پسندیدگی حاصل کرینگے۔

ڈاکٹر سید محی الدین قادری صاحب نے سلطان محمد قلی قطبشاہ کے نہایت ضخیم کلیات کی ترتیب کے صبرآزما کام کو اپنے ذمے لینے کے علاوہ مجلس کا مختلف طریقوں سے جو ہاتھ بٹایا ہے اس کا اعتراف نہایت ضروری ہے۔

یہ پیش لفظ نامکمل رہ جائیگا اگر میں عالیجناب نواب سالار جنگ بہادر کی فیاضی سے کہیں زیادہ اس ذاتی دلچسپی اور توجہ کا شکریہ ادا نہ کروں جو نواب صاحب ممدوح نے شروع ہی سے مجلس کے کاروبار میں فرمائی ہے فی الحقیقت نواب صاحب کے اس انہماک اور سرپرستی کے بغیر یہ مشکل کام انجام نہیں پا سکتا تھا۔

سید محمد اعظم

فہرست مشتملات

صفحات

۱۔ مقدمہ	ا
۲۔ متن "قصہ بے نظیر"	
حمد	۱
نعت	۷
منقبت حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی	۱۲
تعریف سخن	۱۵
مدح سلطان محمد عادل شاہ	۱۹
سبب تالیف	۲۲
آغاز داستان	۲۵

مقام اول	۳۷
مقام دوم	۵۳
مقام سوم	۵۹
مقام چہارم	۶۵
مقام پنجم	۷۱
مقام ششم	۷۴
مقام ہفتم	۷۸
مقام ہشتم	۸۰
مقام نہم	۸۵
مقام دہم	۹۲
مقام یازدہم	۹۵
مقام دوازدہم	۱۰۱
ضمیمہ - حضرت تمیم انصاری کے دوسرے قصے	۱۰۳

سلطان محمدؒ عادل شاہ

مقدمہ

یہ منظوم قصہ، جو عام طور پر "قصہ تمیم انصاری" کے نام سے موسوم اور مشہور ہے، تین سو سال پہلے کی اردو کا نمونہ ہے۔ اسکی تالیف گیارہویں صدی کے وسط میں ہوئی تھی اس قصے کا مصنف بیجاپور کا رہنے والا اور، عادل شاہی خاندان کے چھٹے حکمران، محمد عادل شاہ (۱۰۳۷ھ ۔ ۱۰۶۷ھ) کا معاصر تھا۔

مصنف کے متعلق، خارجی ذرائع سے کچھ معلومات حاصل نہیں ہوتیں۔ کسی تذکرے میں اس کا حال درج نہیں ہے۔ حالانکہ محمد شاہ کے زمانے میں بیجاپور کی علمی اور ادبی چہل پہل کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے کافی ذرائع موجود ہیں۔ محمد قاسم فرشتہ نے اپنی مشہور تاریخ، محمد کے پیش رو، ابراہیم ثانی (۹۸۸ھ ۔ ۱۰۳۷ھ) کے عہد میں لکھی تھی۔ غالباً ابراہیم کے زمانے میں، صنعتی بہت کم عمر تھا اور اس کو شہرت حاصل نہیں ہوئی تھی۔ فرشتہ فارسی سے انس کے سبب، اس زبان کے شعرا کا تذکرہ تو کرتا ہے، لیکن اردو شاعروں کا ذکر

اس نے بہت کم کیا ہے ، بجز اس کے کہ وہ ، دربار میں خاص اہمیت رکھتے ہوں ۔ ابراہیم کے حالات میں ، اس نے ، اسکے لڑکے علاء الدولہ کی ولادت کے جشن کے سلسلہ میں اکثر شعرا کا ذکر کیا ہے ۔ اگر صنعتی کی شہرت ہوتی ، تو اس کا بھی ذکر کرتا ۔

تاریخ فرشتہ کے علاوہ ، اس عہد کے علمی اور ادبی اذکار کا دوسرا تفصیلی ماخذ "تاریخ بیجاپور" ، "بساتین السلاطین" ہے ۔ محمد کے بیان میں بساتین کے مصنف نے ایک ذیلی سرخی (دربیانِ بعضے شاعر کہ دراں زمان بودند) کے تحت ، سب سے پہلے ، ایک شاعر کا ذکر کیا ہے ، جسکا نام وہ ، ابراہیم خاں اور تخلص ، صنعتی بتلاتا ہے ۔ اس شاعر کا ذکر مصنف نہایت ادب اور احترام کے ساتھ کرتا ہے ۔ ظہور ابن ظہوری کے حوالے سے وہ بیان کرتا ہے کہ محمد شاہ نے ابنِ ظہوری سے ۱۰۵۱ھ میں حالاتِ دکن پر ایک کتاب لکھنے کی فرمایش کی تھی ۔ اس سلسلہ میں وہ ابن ظہوری کی عبارت نقل کرتا ہے ۔

"تمام احوالات پادشاہان راکہ در تاریخ مسطور بود ، واحوال سعادت مآل وفتوحات برکات آیاتِ پادشاہ جہاد ، سلطان خاقان ابن خاقان ، سلطان محمد ادام اللہ ظلالہ علیٰ مفارق البریات ، آنچہ خود مشاہدہ نمودہ ، وآنچہ از ثقات صادق القول مسموع داشتہ برصفحہ ایام خجستہ فرجام نگاشتم ۔ اول کسے کہ از مجلسیانِ حضورِ اعلیٰ بہ تحقیق این مقدمہ پرداخت ، ابراہیم خان صنعتی است ۔ کہ مجموعۂ علم عقلی فراہم آوردہ ،

نقلِ مقالات او هست و مقدمات جمیع علوم در اشارہ معلوم نمودن، یک نفس کوشش بر اقتفاء او بودن است. در دقیقه یابی و نکته دانی، موجے است که از قلزم تفکرش برخاسته و از تازگی بیانش سوسن سیراب با آراستگیٔ زبان خود آراسته، در بزم سخن سنجیش شعر فہمان سخن رس را تا مصرع نفس موزوں از سینه سر بر زند دم زدن خیالِ محال است اندازهٔ بلندئش کندے است که بر کنگرهٔ گردون پیچیده و فکر فلاک پیوندش صد بند الیست که سرگرم شکار ملک و ملک گردیده. و قصیده و غزل، معنی پیچیده و معانی رنگین بر جسته چنداں سربسته که از پارتحسین آن، زبانِ حرف گیراں چوں رنگ بر روے نشانِ درہم شکسته. نیسانِ فکرتش از بحر مخزن اسرار، ہزاراں دُر بر روئے کار آورده و بپایک فرخنده پے خیالش به نہان خانه معرفت پروردگار پے برده. نظم.

زہے نکته پرداز عالی مکان — که پیر در که فکرش قدر و شان
در آید صنف گشته هر صبح و شام — مضامین نایاب بهر سلام
به میدانِ معنی چو تازد سمند — سر اہل دعوے کند در کمند
چو دریائے طبعش شود موج زن — زند جوشش گوہر زمین و زمن"

(بساتین السلاطین مطبوعہ مطبع سیدی حیدرآباد دکن صفحه (۳۲۳-۳۲۴)

پہلے تو اس کتاب میں طباعت کی بہت سی غلطیاں رہ گئی ہیں۔ دوسرے اس کے ناشر کو اس کی صحت کے متعلق شبہات ہیں۔ صبعی اور صنعتی میں جو مشابہت ہے وہ ظاہر ہے۔ ممکن ہے کہ اسی تجنیس خطی نے صنعتی کو صبعی بنا دیا ہو۔ بہرحال، اس وقت سوائے قیاس کے، ان دونوں کو ایک سمجھنے کی ہمارے پاس کافی دلائل موجود نہیں ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ صنعتی نے متن کتاب میں کہیں اپنے حالات کے متعلق کچھ نہیں لکھا تاہم اس کے بعض بیانات سے اس کے زمانے اور قصے کے سنہ تصنیف کے متعلق معلومات حاصل ہو جاتی ہیں۔ قصے کی اندرونی شہادتوں سے اس کے خیالات، مذہب اور عقاید پر بھی کچھ روشنی پڑتی ہے۔

محمد عادل شاہ کی مدح میں اس نے ایک مستقل باب قائم کیا ہے جسمیں وہ اسکی رعایا پروری، عدل گستری اور علم و ہنر کی سرپرستی کا ایسا واضح طور پر ذکر کرتا ہے کہ اس میں کوئی بات مبہم باقی نہیں رہ جاتی۔ مثلاً وہ لکھتا ہے۔

مبارک ہے وہ جھاڑ جس چھاؤں تل   خلق آئیں آسودگی کے بدل
اول ان کون لیا چھاؤں میں عنبقر   بڑاں پاک میوباں سوں بخشنے نصیب
میسحا جگت میں وہی آج ہے   کہ جس دم تے سب خلق کا کاج ہے
اچھو جھاڑ سر سبز ایسا مدام   کہ جس جگ میں ہے فیض اس تے تمام

اچھو کیوں نہ وہ جھاڑیوں بادار کہ ہے جس سوں آرام سنسار کار
کہ ہے جگ پو وہ سایہ کردگار اچنبا ہے پوچھانوں پروردگار
محمدؐ شہ داد گر دین پناہ کہ ہر دم محمدؐ جسے دست گاہ
براہیم کے بعد از ہوا نام دار جگت میں محمدؐ شہ کامگار
دکھن کا نوں ہے خسرو تاج دار جتے تاجداران اتے باج دار

....

شریعت منے عالم آرا ہے تو سو پیارے محمدؐ کا پیارا ہے تو
بخش خلق کوں آب گل کے نگر لیا خلق کے پل میں دل کے نگر

....

کیا پایہ عدل کوں استوار لیا دین ایمان تجہ تے قرار
تری بخشش و فضل کا باغباں جگت کے کیا شش چمن بوستان
اگر ابر برسائے باران تر ترا ہات برسائے لعل و گہر

....

خلایق کے دل اے شہ کامگار تجہ احسان کے دام کیے ہیں شکار

....

سخن پروراں کا توں پر کھے سخن　　رتن پارکھی، جیوں پرکھتا رتن

تری قدر دانی سوں اے شہریار　　ہنر کا خزاں جا کو آیا بہار

سبب تالیف کے طور پر جو ابیات لکھی ہیں، اس میں وہ بتلاتا ہے کہ ایک مبارک رات، جب میں محو فکر تھا، اور دل میں خیالات کے دریا امنڈ رہے تھے، مجھ پر ایسی مسرت طاری تھی گویا معلوم ہوتا کہ معانی کے دروازے مجھ پر کھل گئے ہیں۔ سوچ یہ تھی کہ حیات ابدی کس کو حاصل ہے؟ دل نے کہا کہ دنیا میں کوئی شخص ہمیشہ زندہ رہنے کے لئے نہیں آیا ہے۔ صرف وہ شخص زندہ رہ سکتا ہے جس نے کوئی اچھی یادگار چھوڑی ہو۔ نام باقی رہنا بڑی چیز ہے۔ اور اس کا سب سے بڑا ذریعہ سخن ہے، جو ایک اچھے فرزند سے بھی زیادہ قیمتی شئی ہے۔ جس شخص سے کوئی یادگار باقی نہ رہے، اس کا جینا اور نہ جینا، دونوں یکساں ہیں۔

یہ خیال آتے ہی میں سوچنے لگا کہ کیا لکھوں؟ کسی من موہن کی حکایت بیان کروں یا کسی گلبدن کا قصہ شروع کروں؟ اسی سوچ میں تھا کہ ملہم نے کہا کہ جو میں کہتا ہوں اسے نظم کر۔ یہ دیو اور پریوں کی حکایت نہیں بلکہ پیارے نبی کی روایت ہے۔ حضرت تمیم انصاری پر جو حادثات گزرے، ان کو بیان کر۔ اسی لئے یہی قصہ اختیار کیا۔ آگے وہ لکھتا ہے۔

”اسے فارسی بولنا ذوق تھا　　ولے تلنگی عزیزاں کوں لیون ذوق تھا

کہ دکھنی زبان سوں اسے بولنا		جو سیپی تے موتی نمن رولنا

قصے کی زبان کے متعلق وہ بیان کرتا ہے کہ "جو زبان میں نے اختیار کی ہے اسمیں سنسکرت کے الفاظ کم ہیں۔ اس سے قصے کا سمجھنا آسان ہوگیا ہے۔

"رکھیا کم سنسکرت کے اس میں بول		ادک بولنے تے رکھیا ہوں اہول

جسے فارسی کا نہ کچھ گیان ہے		سو دکھنی زبان اس کو آسان ہے

سو اس میں سنسکرت کا ہے مراد		کیا اس تے آسانگی کا سواد

کیا اس تے دکھنی میں آسان کر		جو ظاہر دسیں اسمیں کئی کئی ہنر

اتھا اگرچہ قصے میں اس اختلاف		صحی کر کو بولیا ہوں میں بے خلاف

دیا اس رسالے کوں میں سعی کر		سو ترتیب بارا مقامات پر

سنہ تصنیف ذیل کی بیت سے ظاہر ہے۔

ہزار ایک سو پر سال پنجاہ و پنج		ہوئے تب ہوا پر جواہر یو گنج

ان ابیات میں غالباً قصے کا عنوان بھی بتلا دیا ہے۔

یو قصہ عجب پاک ہے دل پذیر		جو پاکاں کہے ہیں جسے بے نظیر

....		....

قلم اب توائے "قصۂ بے نظیر"		تشتابی سون یک مختصر دل پذیر

نہ کوتہ مطول نہ نزدیک، دور کہ اوسط کو بولے ہیں خیر الامور

پوری مثنوی، بارا مقامات کے علاوہ، کئی تمہیدی ابواب پر مشتمل ہے۔ اکثر مثنویوں کی طرح اس کی ابتدا بھی حمد سے ہوئی ہے۔ جو کافی طویل ہے۔ حمد کے (۹۰) اشعار کے بعد نعت شروع ہوتی ہے۔ جو (۶۷) اشعار پر حاوی ہے۔ نعت کے بعد حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی منقبت میں (۴۹) شعر لکھے ہیں۔ اسکے بعد "سخن" یعنے شعر کی تعریف میں (۵۸) اشعار اور پھر محمد عادل شاہ کی مدح میں (۵۷) اشعار ہیں۔ مدح کے جستہ جستہ اشعار اوپر نقل کئے گئے ہیں۔ آغاز داستان سے پہلے، سبب تالیف سے متعلق (۳۶) اشعار ہیں اصل قصہ چار سو اشعار کے بعد سے شروع ہوتا ہے۔

شعر کی تعریف میں جو ابیات لکھی گئی ہیں، ان سے، شاعر کے ذاتی خیالات کا بہت کچھ پتہ چل سکتا ہے۔ "شعر" کے لئے صنعتی نے "سخن" ایہام کے طور پر استعمال کیا ہے اور اس سے متصوفانہ مطلب بھی نکالے ہیں۔ ذیل کے اشعار جو خاص شاعری پر صادق آتے ہیں، پڑھنے کے قابل ہیں سخن کی وسعت کے متعلق وہ لکھتا ہے

"جو کچھ ہے شہادت میں ہور غیب میں سخن کے سماتا ہے آجیب میں

....

جہاں کالبد ہور سخن جیو ہے سخن جیو ہور جیو میں پیو ہے"

آگے وہ بتلاتا ہے کہ ہر شخص شعر سر انجام نہیں کر سکتا، بلکہ اس کے لئے فطری لگاؤ چاہئے۔

"نہ ہر کوئی سخن کا سزاوار ہے — نہ ہر قطرہ لولوئے شہوار ہے
نہ ہر نافہ خوش باس نافہ کرے — نہ ہر ریک گر سر میں عنبر دھرے

....

کہاں ہوئے کو دن تے شعر سلیم — کرے کاٹ کاں ارّہ برگ نیم

اس طرح شعر فہمی کے متعلق وہ لکھتا ہے کہ ہر شخص شعری نزاکتوں کو نہیں سمجھ سکتا۔ اس کیلئے فطری ملکہ درکار ہوتا ہے اور اسکو وہ سخن سنجی پر بھی ترجیح دیتا ہے۔

"سخن میں کا بھی کوئی کاڑے تن — سخن داں سمجھتے ہیں قدرِ سخن
زیادہ ہے نزدیک اہلِ قیاس — سخن بولنے تے سخن کا قیاس
سمجھتے اگر سب سخن کا قرار — تو ہرگز نہ رہتا سخن کا وقار
نہ گوہر کو بوجھے بجز گوہری — نہ جوہر کوں سمجھے بجز جوہری

اس موقع پر محمد شاہ کے شعری ذوق کی تعریف اس طرح کرتا ہے

مکمل ہے اس دور میں یو رتن — کہ ہے دوریو، دور شاہِ سخن
دیا اس کہر کوں عجب آب و تاب — شہنشاہ کے طبع کا آفتاب

سدا فہم جس کی کیا بندگی　　　سخن جس سخن تے لیا زندگی

جس اس کا سخن دل کوں ارشاد ہے　　　سخن شہر میں، شہر استاد ہے

ہوا خاتم الحق سخن شاہ پر　　　سخن کی صفت یاں ٹی توں ختم کر

قصہ کا اسلوب بیان نہایت سادہ سیدھا ہے۔ یہ ایک مہماتی طرز کا قصہ ہے۔ جسکی مرکزی شخصیت حضرت تمیم انصاری ہیں۔ "ہر مقام" گویا ایک نئی مہم کی داستان ہے۔ "مقام" کا استعمال فصل، باب یا بیان کی جگہ اس لئے کیا گیا ہے کہ اہیں تصوف کی اصطلاح کا شائبہ موجود ہے۔

قصے کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عمرؓ، ایک روز نماز فجر ادا کرنے کے بعد، وعظ کہنے اور شرع کے مسائل سمجھانے منبر پر تشریف لے گئے۔ اتنے میں ایک عورت آئی اور سلام کر کے اپنا احوال بیان کرنے لگی کہ "میرا شوہر چار سال سے غائب ہے۔ اسکی بھی خبر نہیں کہ وہ جیتا ہے یا مر گیا۔ میرے پاس کھانے پینے کو کچھ نہیں ہے۔ ظاہر ہے کہ خالی پیٹ عبادت کیسے ہو سکتی ہے۔ اجازت ہو تو دوسرا عقد کر لوں"۔ یہ سن کر حضرت عمر نے فرمایا کہ "تین سال اور صبر سے کام لے۔ اس کے بعد میں تجھے اجازت دونگا"۔ اس کو تین سال کا آزوقہ بھی دیا گیا۔

تین سال کے بعد وہ عورت پھر حاضر ہوئی اور کہنے لگی۔ "خرچ سب ختم

ہوگیا۔ اب کیا حکم ہوتا ہے؟" اس پر آپ نے اسے مزید چار مہینے کا خرچ عطا کیا اور اتنا عرصہ اور صبر کرنے کا حکم دیا۔ چار مہینے کے ختم پر، وہ پھر آئی۔ اب حضرت عمرؓ نے اسے عقد کرنے کی اجازت دی جو لوگ وہاں موجود تھے ان سے پوچھا کہ "کیا کوئی شخص اس عورت سے عقد کرنا چاہتا ہے؟" ایک نوجوان اس کے لئے تیار ہوگیا، اور آپ نے ان دونوں کا عقد کردیا۔

دونوں تمیم انصاری کے گھر گئے۔ اتفاق سے یہ جمعہ کی رات تھی۔ دونوں نے رات عبادت میں بسر کرنے کا ارادہ کیا جب وہ عورت وضو کرنے کے لئے آنگن میں آئی تو کیا دیکھتی ہے کہ ایک شخص جن کی طرح اس کے سامنے آکر کھڑا ہوگیا۔ اس کے تن پر "پاک پوشاک" کے سوا کچھ نہ تھا، اور جسم ضعف سے بال کی طرح پتلا پڑ گیا تھا۔ ناخن لمبے اور جسم گرد آلود تھا۔ شکل ایسی بگڑ گئی تھی کہ اجل بھی دیکھکر اس کو پہچان نہ سکے۔ عورت نے ڈر کر لاحول پڑھی۔ اور پوچھا "تو کون ہے، یہاں کس لئے آیا ہے؟" اس نے جواب دیا۔ "یہ گھر میرا ہے اور میرا نام تمیم انصاری ہے۔ میری یہ نشانیاں ہیں اور میری بیوی کا نام یہ ہے۔" عورت نے کہا "مجھے شبہ ہوتا ہے جنات بھی ایسی باتیں بتلا سکتے ہیں۔ تجھ میں انسان کی کچھ نشانیاں نہیں۔ تمیم انصاری کو غائب ہوئے سات سال چار مہینے ہو گئے۔ نہ معلوم جیتا ہے یا مر گیا۔ اس نے کہا "میں ہی

تمیم انصاری ہوں"۔

یہ رد و قدح سن کر، نوجوان بھی باہر نکلا۔ محلہ کے کچھ لوگ بھی وہاں جمع ہو گئے اور سب نے مل کر اس کو سمجھایا کہ "یہ آدھی رات کو کیا اودھم ہے۔ تجھے حضرتِ عمر کی سیاست معلوم نہیں، جو اس طرح کا دعویٰ کرتا ہے"۔ لیکن جب وہ نہ گیا تو سب نے مل کر یہ تصفیہ کیا کہ رات بھر کے لئے وہ وہاں رہے، صبح کو حضرتِ عمر کے پاس اس کا تصفیہ ہو۔

رات جوں توں گزری، صبح حضرتِ عمر کی خدمت میں پہنچے۔ اور رات کا ماجرا بیان کیا۔ حضرتِ علی بھی وہیں تشریف رکھتے تھے۔ آپ نے فرمایا "یہ درست ہے۔ نبی صلعم نے اس کی بشارت دی تھی"۔

یہ سن کر حضرتِ عمر نے، تمیم انصاری کو تعظیم سے اپنے پاس بٹھایا۔ اور فرمایا۔ "تم پر جو قصہ گزرا ہے۔ اس کو ابتدا سے بیان کرو"۔

تمیم انصاری نے اپنا قصہ اس طرح شروع کیا کہ "اے جانشینِ شہ کائنات! ایک رات مجھے غسل کی حاجت ہوئی۔ میں نے اپنی عورت سے غسل کیلئے پانی گرم کرنے کو کہا۔ اس نے کہا "پانی کے لئے اتنی جلدی کیوں کر رہے ہو۔ ابھی گرم کرتی ہوں یہاں سے تم کو کوئی دیو اٹھا کر نہیں لے جائیگا"۔ ایسے میں سچ مچ ایک مہیب دیو آیا

اور مجھے اٹھا کر لے گیا اتنی بلندی پر کہ زمین میری نظر میں اندھیری معلوم ہونے لگی۔ اور کرہ نار وہاں سے قریب نظر آ رہا تھا۔ یہاں سے اس نے مجھے زمین کے پانچویں طبق پر پھینک دیا۔ اس صدمہ سے میں بے ہوش ہو گیا۔ جب آنکھ کھلی تو میں نے اپنے آپ کو دیو، جن اور شیطانوں میں پایا۔ ان کی صورتیں طرح طرح کی تھیں۔ کسی کی اونٹ کی سی شکل تھی، کسی کے فیل کے سے دانت، ایک ریچھ نظر آتا تھا تو دوسرا بندر۔ غرض میں انکے درمیاں بیٹھا تھا کہ ایک غبار اٹھا۔ میں نے نظر اٹھا کر دیکھا، تو ہوا پر، پریوں کا ایک لشکر نظر آیا۔ پریوں کی صفیں ہوا پر اس طرح چل رہی تھیں کہ معلوم ہو رہا تھا دریا پر موجیں حرکت کر رہی ہیں۔ یہ سب مسلح تھیں۔ ایک پری، جو ان کی سردار تھی، میری طرف بڑھی، اور مجھے نام لے کر مخاطب کیا اور کہنے لگی "تم کچھ غم نہ کھاؤ۔ آرام سے رہو۔ جلد اپنے گھر اور لوگوں میں پہنچ جاؤ گے"۔ اتنے میں ہنگامہ برپا ہوا۔ دیو اور پریوں میں لڑائی چھڑ گئی۔ دیو پریوں پر گرنے لگے اور پریاں دیوؤں کو مارنے لگیں۔ بڑا گھمسان کا رن پڑا۔ جب جنگ کے بادل چھٹنے لگے تو نظر آیا کہ پریوں نے، دیوؤں کو مار بھگا دیا ہے۔

جنگ سے فراغت پا کر پیر پری، میری طرف متوجہ ہوئی۔ اور مجھے ایک ہوا کے گھوڑے پر سوار کر کے، پریوں کو حکم دیا کہ "انھیں سنبھال کر میرے گھر لے جاؤ"۔

وہ پریاں مجھے وہاں سے لے کر اڑیں اور چند روز کے بعد، سردار پری کے گھر پہنچایا، جو دوسرے طبق پر تھا۔ پری نے مجھے احترام سے اتارا اور پوچھا "اے نیک مرد کیا رسولِ خدا جہاں میں حیات ہیں؟" میں نے کہا "آپ رحمتِ حق ہو چکے" اس پر اس نے ایک آہ کھینچی اور رونے لگی۔ تن پر کا تمام زیور نوچ کر پھینک دیا۔ جب ذرا طبیعت سنبھلی تو مجھ سے کہنے لگی۔ "ایک بات پوچھتی ہوں۔ سچ بتاؤ۔ تم نے ان انکھوں سے وہ پاک ذات دیکھی ہے؟" میں نے کہا "ہاں۔ اس ذاتِ والاصفات کو دیکھ چکا ہوں"۔ یہ سنتے ہی اس نے، میری آنکھوں کو بوسہ دیا۔ اور گھر کے اندر عزت سے لے گئی۔ اپنے فرزند کو بلایا اور میرے حوالے کر کے یہ شرط کی میں اس کو قرآن پڑھاؤں اور وہ مجھے اپنے گھر پہنچادے گی"۔

جب میں نے قرآن ختم کرادیا۔ تو اس نے جشنِ خسروی کا حکم دیا۔ بڑے ٹھاٹ کا جلسہ منایا گیا۔ ان دلچسپیوں کے باوجود، مجھے گھر کی لو لگی ہوئی تھی۔ ایک روز خواب میں میں نے اپنے آپ کو مدینہ میں دیکھا، خواب سے جب جاگا تو میں زار زار رو رہا تھا میرے رونے کو دیکھ کر، پری نے مجھے اپنے ساتھ چلنے کو کہا میں اس کے ساتھ ہولیا ہم ایک نہایت تاریک مقام پر پہنچے، جہاں کئی فیل پیکر دیو زنجیروں میں جکڑے پڑے تھے۔ ان میں سے ایک کو اس نے منتخب کیا اور مجھے گھر پہنچانے

کی شرط پر اسے رہائی دینے کا وعدہ کیا۔ جب وہ تیار ہوگیا تو اس نے مجھے ایک دعا سکھائی اور رخصت کیا۔

جس دیو پر میں سوار ہو کر جا رہا تھا، وہ نہایت بدطینت تھا، جاتے ہوئے وہ آسمان کے قریب فرشتوں کا بھید لینے ٹھہرا، فرشتوں نے آگ کا ایک گرز اس کی طرف پھینکا جس سے وہ جل کر مر گیا اور میں زمین پر گرا اور بے ہوش ہوگیا، لیکن پری کی دعا کی برکت سے صحیح و سالم رہا۔

(۲)

جب مجھے ہوش آیا تو اپنے آپ کو ایک ایسے بیابان میں پایا جہاں کسی جاندار کا نام و نشان نہیں تھا۔ میں بے حد پریشان تھا کہ اتنے میں ایک خوبصورت مرغ ہوا پر نظر آیا۔ اس نے آکر مجھے سلام کیا اور کہا "تو کچھ غم نہ کھا آخر کار تو گھر کو پہنچے گا" مجھے اس کی گفتگو سن کر حیرت ہوئی میں نے اس سے پوچھا کہ تو ہماری طرح بات چیت کس طرح کر سکتا ہے"۔ اس نے کہا کہ "مجھے اسحاق علیہ سلام کی دعا ہے۔ اس دشت کے بھولے بھٹکے اور بھوکے پیاسے مسافروں کو کھلا پلا کر گھر کا راستہ بتلاتا ہوں" یہ کہکر وہ مجھے لیکر اڑا اور ایک پہاڑ پر لاکر اتارا۔ یہاں ایک باغ تھا اس پرند نے مجھے اس کا ایک پھل توڑ کر کھلایا۔ اور کہا کہ "اب تجھے چالیس دن تک بھوک نہیں لگے گی۔

قبلے کی سمت روانہ ہو جا۔" یہ کہہ کر مرغ اڑ گیا۔ اور میں کچھ دیر تماشے کے لئے ٹھہر گیا۔ رات آ گئی تھی۔ درختوں کو دیکھا تو اں کے پتے چراغوں کی طرح روشن ہو گئے تھے، پروردگار کی اس صنعت کو دیکھ ہی رہا تھا کہ ایک طرف سے آدمی کی سی آواز کان میں آئی۔ لیکن آدمی زاد کا وہاں پتہ نہیں تھا۔ یہ آواز پتوں سے نکل رہی تھی۔ صبح کو میں وہاں سے روانہ ہو گیا۔

(۳)

کئی دن کے بعد میرا گزر ایک بھیانک صحرا میں ہوا، جہاں سایہ دار درخت کا نام و نشان نہیں تھا۔ ہر طرف ہول ہی ہول تھے۔ اتنے میں غول بیابانی پر نظر پڑی۔ ان میں سے ایک حسین چنچل میری طرف آئی اور کہنے لگی۔ "افسوس تو کیوں اس دشت بے آب میں آیا۔ میرے ساتھ چل تو پانی پلاتی ہوں۔" میں اس کے ساتھ ہو لیا تھوڑی دور جا کر وہ ایک رکاسنی کے جون میں تبدیل ہو گئی۔ اس کے ڈر سے میں بھاگنے لگا اور وہ میرے پیچھے دوڑنے لگی۔ پیر پیری دعا مجھے یاد آئی جس کے اثر سے وہ بلائیں غائب ہو گئیں۔

میں آگے بڑھا لیکن پیاس سے ناتوان ہو گیا تھا۔ ایسے میں دور کوہستان میں ایک مرغزار نظر آیا۔ میں اس طرف چلا۔ یہ ایک دلکشا باغ تھا۔ جہاں پانی کے

چشمے بہ رہے تھے۔ میں نے کچھ پھل توڑ کر کھائے اور پانی پیا۔ جب سکت آئی تو پھر روانہ ہو گیا۔

تھوڑی دور گیا ہوں گا کہ سامنے ایک پہاڑ سا غلطاں دکھائی دیا۔ میرے حواس ٹھکانے نہ رہے۔ لیکن اس غلطان پہاڑ نے آکر مجھے سلام کیا اور کہا "تو مجھ پر تعجب نہ کھا۔ قرآن میں جس دابتہ الارض" کا ذکر آیا ہے، وہ میں ہی ہوں۔ قیامت کے روز پروردگار مجھے اصلی صورت عطا کر کے، مومن اور کافر میں فرق کرنے کا حکم دے گا۔ میں انہیں علحدہ علحدہ کردونگا۔ سارے شقی جہنم کو اور متقی جنّت کو جائینگے۔ مجھے حق تعالیٰ نے اسی لئے پیدا کیا ہے۔"

اس کی گفتگو سن کر میں نے اس سے گھر کا راستہ دریافت کیا۔ اس نے قبلے کی طرف جانے کو کہا۔ اور میں وہاں سے قبلے کی طرف روانہ ہوا۔

(۴)

کئی روز کے بعد ایک پہاڑ میری نظر پڑا جس پر ایک مسجد بنی ہوئی تھی۔ میں خوشی خوشی پہاڑ پر گیا کہ کوئی مل جائیگا۔ وہاں ایک عابد کو عبادت میں مصروف پایا۔ اس کے پاس جا کر میں نے سلام کیا۔ جواب سلام ادا کر کے اس نے کہا "تو خشکی سے کس طرح یہاں آسکا۔ ادھر تو ہُما کا بھی گزر نہیں ہو سکتا آدمی یہاں اس وقت نظر

آتے ہیں، جب دریا میں جہاز آتا ہے۔" میں نے پوچھا کہ آپ کو غذا کس طرح ملتی ہے۔" جواب میں اس نے ایک غار کی طرف جانے کا اشارہ کیا۔ جب میں وہاں پہنچا تو ایک نفیس باغ نظر آیا۔ اس باغ سے میوے توڑ کر میں نے کھائے اور پانی پی کر، مرد عابد کے پاس واپس گیا۔ انہوں نے فرمایا کہ "تو یہاں قیام کر ہر دو برس کے بعد ایک جہاز یہاں آتا ہے۔ اب اس کے آنے کا وقت ہے میں اس جہاز میں تجھے روانہ کردوں گا۔"

اُدھر آسمان پر نیا چاند نمودار ہوا اِدھر کشتی آتی دکھائی دی کشتی کے لوگ جب پیر مرد سے ملنے آئے تو اس نے میری سفارش کی کہ جاتے ہوئے مجھے بھی ساتھ لے جائیں۔ اور خشکی پر پہنچا دیں۔ وہ راضی ہو گئے اور میں ان کے ساتھ کشتی میں سوار ہو کر روانہ ہوا۔ ہم مشکل سے تھوڑی دور گئے ہونگے ایک پہاڑ نظر آیا۔ اس کو دیکھ کر کشتی والے سر پیٹنے لگے کہ اب کشتی اس سے ٹکرا کر ٹوٹ جائیگی۔ چنانچہ یہی ہوا۔ ایک طوفان اٹھا۔ اور کشتی اس پہاڑ سے ٹکرا کر ٹوٹ گئی۔ میرے ساتھی پراگندہ ہو گئے۔ لیکن حیات باقی تھی۔ میں ایک تختے پر بہتا چلا گیا۔ بادِ شمال نے اس تختے کو کنارے لا کر لگایا۔ سردی سے میرا حال خراب ہو گیا تھا۔ جب سورج کی گرمی سے حالت کچھ سدھری تو میں اٹھا اور آہستہ آہستہ منزل کی راہ لی۔

(۵)

ایک روز، رات کو دور پر مجھے اجالا دکھلائی دیا۔ میں نے خیال کیا کہ یہ دھنگروں کی جماعت ہوگی، جس نے سردی دور کرنے کیلئے آگ روشن کی ہے۔ نزدیک جانے پر معلوم ہوا کہ یہ روشنی ہیروں کی کان سے نکل رہی ہے۔ ہیروں کو دیکھ کر مجھ پر لالچ کا غلبہ ہوا۔ اور میں نے چند ہیرے اٹھائے، لیکن پھر خیال آیا کہ میں جو اس بے آب وگیاہ دشت میں پھنسا ہوا ہوں، ہیروں کو لے کر کیا کروں گا۔ جواہرات پھینک دئے۔ اتنے میں ایک بڑا اژدھا نکلا، جس کے منہ میں دوزخ کی طرح آگ روشن تھی۔ اس کی پھنکار کے اثر سے دُور دُور تک کچی اور سوکھی ہر چیز جل جاتی تھی۔ مجھے دیکھ کر وہ میری طرف دوڑا۔ میدان ایسا چٹیل تھا کہ کہیں چھپنے کی جگہ بھی نہیں تھی۔ میں بید کی طرح لرزنے لگا۔ اسکی دہشت سے پاؤں چلنے سے عاجز ہو گئے تھے۔ پری سے جو دعا سیکھی تھی، وہ پڑھنے لگا۔ اس کے اثر سے اژدھا غائب ہوا۔ لیکن مارے ڈر کے میں چار دن اور چار رات پیاپے چلتا رہا۔ نہ کھانے کو کھانا ملتا تھا اور نہ پینے کو پانی۔ آخر رنج وغم میں ایک درخت کے نیچے بیٹھ گیا، اور خودکشی کی ٹھان لی۔

(۶)

خودکشی کے خیال سے میں رسی اور پتھر ڈھونڈ رہا تھا کہ ایک خوب رو جوان

وہاں پیدا ہوا۔ اور میرے پاس آکر، میرا نام لے کر سلام کیا۔ اور کہا۔ "اے نیک نام تو کچھ غم نہ کھا۔ مرنے کا قصد نہ کر، تو جلد سلامتی کے ساتھ گھر پہنچ جائیگا۔ تیرا گھر یہاں سے نزدیک ہے"۔ میں نے کہا۔ "اے جوان تجھ پر رحمت ہو۔ تیرے دلاسے نے مجھے جانِ تازہ بخشی۔ ورنہ میرا حال برا ہو رہا تھا"۔ یہ سنکر اس نے کہا۔ "اب تو مت ڈر مجھ سا ساتھی تجھے ملا ہے۔ میری ایک شرط پوری کر، تجھے گھر پہنچا دونگا، تجھے ایک ملک کا بادشاہ بنا دونگا"۔ میں نے جواب دیا۔ "جو تو کہے میں کرنے آمادہ ہوں"۔ اس نے مجھے کھانا کھلایا۔ پھر ایک رسی دی اور کہا "اس کو جتن سے رکھ۔ جب مجھے کوئی گزند پہنچے، اس رسی کو میرے جسم پر پھرا۔ مجھے ایک بڑا کام کرنا ہے۔ جب وہ کام ختم ہو جائیگا، تیرا کام میں کر دونگا"۔ اس کے بعد وہ زمین پر لوٹ پوٹ کر ایک پرند میں تبدیل ہو گیا۔ اور مجھے لیکر اڑا۔

(۷)

دو روز بعد ہم دریا میں ایک جزیرے پر پہنچے۔ یہاں ایک محل تھا۔ جس کے در کے قفل پر، دو کلمے لکھے ہوئے تھے۔ ایک محمد پر ایمان کا، دوسرے حضرت سلیمان کا۔ وہ نوجوان اپنی اصلی شکل پر آ گیا۔ اور قفل پر اپنی رسی پھرائی قفل فوراً کھل گیا۔ اور وہ مجھے لے کر اندر داخل ہوا۔ اس محل کے اندر اور ۹ محل تھے۔ ہر محل کی نگہبانی ہزاروں دیو،

شیطان، سانپ اور بچھو کر رہے تھے۔ ہم کو دیکھتے ہی وہ ہماری طرف و لپکے۔ ہم نے رسّی ان کی طرف پھینکی۔ جس سے وہ فوراً ہٹ گئے۔

——(۸)——

بلاؤں سے نجات پا کر ہم نے آٹھوں محلات کی سیر کی۔ جب نویں محل میں قدم رکھا تو معلوم ہوا کہ ہم گلستانِ ارم میں پہنچ گئے ہیں۔ یہاں ایک تخت تھا، جس پر ایک نیک مرد سویا ہوا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک انگشتری تھی جو مشتری کی طرح چمک رہی تھی۔ اس تخت کے پاسبان اژدھے تھے۔ میں نے اس نوجوان سے پوچھا کہ آخر تو یہاں کس لئے آیا ہے؟ یہ تخت پر سویا ہوا کون ہے؟" اس نے کہا "یہ سوئے ہوئے، حضرت سلیمانؑ ہیں۔ اور یہ بلائیں ان کی نگہبان۔ اس ہاتھ میں جو انگوٹھی نظر آتی ہے، عجب کرامات رکھتی ہے۔ میں اس انگوٹھی کو نکال لیتا ہوں۔ پھر تمام دیو، شیطان، جن اور پری میرے حکم میں ہوں گے۔" میں نے کہا۔ "اے جوان یہ انگشتری تجھے کیونکر ملے گی۔ کہاں سلیمانؑ اور کہاں تو۔ ہر شخص سلیمان نہیں ہو سکتا۔" یہ سنکر اس نے مجھے شرط یاد دلائی۔ اس کے خوف سے میں خاموش ہو گیا۔ لیکن دل میں ملول رہا۔

جب وہ جوانِ شوم بخت، سلیمان کے تخت پر سوار ہونے گیا۔ اس پر ایک اژدھا آ کر گرا۔ اور وہ بیہوش ہو گیا۔ میں نے اس پر رسّی پھرائی جب وہ ہوشیار ہوا، تو دوسری

مرتبہ پھر تخت کی طرف بڑھا۔ رسّی کے اثر سے اژدھا ہٹ گئے۔ وہ تخت پر چڑھ کر خوشی سے بول اٹھا "آج میرے بڑے نصیبے ہیں۔ جو سلیمانؑ کا تخت ملا کئی سو برس کی مراد پائی ہے۔ اب کیوں خوش نہوں"۔ لیکن جب وہ انگوٹھی نکالنے لگا تو ایک ہولناک آواز پیدا ہوئی۔ جس کے اثر سے وہ بیہوش ہوکر اوندھے منہ تخت سے گر پڑا۔ اور تکلیف سے جان دیدی۔ پھر ایک آواز آئی کہ "ہاں! اے تمیم انصاری۔ اس جگہ سے نکل جا۔ محمدؐ کے طفیل خدا نے تیری جان بچاوی۔ یہ دیو سرکش، سلیمان کے زمانے سے شرارت پر آمادہ تھا"۔ میں نے پوچھا "مجھے بتا کہ تو کون ہے"؟ ندا آئی۔ "میرا نام جبرئیل ہے"۔ میں نے پھر پوچھا۔ "یا حضرت، جبرئیل، اب میں کدھر جاؤں"۔ جبرئیل نے کہا کہ "اس تخت کے نیچے ایک اور انگوٹھی ہے، وہ لے اور رسی کو بھی جتن سے رکھ۔ تجھے فائدہ ہوگا۔ اور جس راستہ سے آیا ہے اسی راستے سے چلا جا"۔

——— (۹) ———

محل سے باہر نکل کر میں نے اپنا راستہ لیا۔ کئی روز کے بعد میرا گزر ایک سرسبز و شاداب جنگل میں ہوا۔ یہاں ایک محل دکھائی دیا۔ جس کے بلند چھجے پر ایک حسین لڑکی بیٹھی ہوئی تھی۔ مجھے دیکھ کر وہ نیچے اتری اور میرا نام لیکر پکارنے لگی "اے تمیم انصاری۔

ادھر آؤ۔ تم سے ایک بات پوچھنی ہے۔ وہ دیو جو تم کو ہمراہ لیکر سلیمان کے تخت کی ہوس میں گیا تھا اس کا کیا حال ہوا؟" میں نے اسے سارا ماجرا کہہ سنایا۔ وہ کہنے لگی۔ "سلیمان رسول برحق تھے میں نے اس شوخ کو کئی بار منع کیا لیکن وہ میری بات نہ سنکر گیا اور جان پر گھات کی۔ جو بزرگوں کی وضع چھوڑے، اسکی یہی سزا ہے"۔ میں نے اس پر آفریں کہی۔ اور پوچھا "اے نیک بخت، تجھے میرا نام کس طرح معلوم ہوا؟" اس نے لطافت سے جواب دیا "میں نے توریت میں پڑھا ہے کہ ادھر انسان کا گزر کبھی نہ ہوگا، مگر محمد نبی کا ایک صحابی، تمیم انصاری نامی ادھر آئیگا اسی سے تجھکو پہچان سکی"۔ اسکے بعد اس نے آنحضرتؐ کی بہت کچھ تعریف کی اور کہا کہ "میں اس دین میں آنا چاہتی ہوں۔ مجھے کلمہ شہادت سکھا کر اس دین کا راستہ بتلاؤ"۔ میں نے اس کی خواہش سچی دیکھی اور کلمہ پڑھایا۔ ایمان کے نور سے اس کا دل باغ باغ ہوگیا۔ پھر میں نے اس کا حال دریافت کیا۔ اس نے بتلایا کہ "میں ایک بادشاہ کی بیٹی ہوں۔ میری ماں حسن میں بے مثال تھی جب میں پیٹ میں تھی، یہ دیو لعین اس پر عاشق ہوا۔ اور اسے اڑا کر یہاں لے آیا۔ میں یہیں پیدا ہوئی۔ عرصہ ہوا میری ماں نے وفات پائی اس وقت سے اس نے مجھے حفاظت سے، بیٹی کی طرح پالا"۔

یہ قصہ کہہ چکنے کے بعد وہ مجھے محل کے اوپر لیگئی۔ اور مہمان نوازی کا حق ادا کیا۔

اس کے جام محبت میں سرشار، میں وہاں کئی دن آرام سے رہا۔ آخر میں نے کہا۔
"اے دختر! میرے حال کی خبر لے۔ گھر چھوڑے ہوئے مجھے کئی سال ہو گئے۔ جتنا راستہ چلتا ہوں، گھر سے دور ہوتا جاتا ہوں"۔ یہ سنکر وہ رونے لگی۔ پھر دلاسا دے کر کہا۔
"تیرا گھر یہاں سے دو سو برس کے راستہ پر ہے۔ تاہم میرے حکم میں ایسے دیو ہیں جو تجھے ایک پل میں مدینہ پہنچا سکتے ہیں"۔ ایک دیو کو بلاکر اس نے حکم دیا کہ انھیں حفاظت سے لیجا اور مدینہ پہنچا۔" میں اس دیو پر سوار ہو کر چلا۔ اس بدخصال نے میری انگوٹھی اینٹھنے کیلئے میری ہلاکت کا قصد کیا۔ لیکن پری کی سکھائی ہوئی دعا میرے کام آئی۔ اور وہ مجھے کچھ ضرر نہ پہنچا سکا۔
بدنیتی اسکی سرشت میں داخل تھی۔ وہ مجھے دریا کی طرف لیگیا۔ اور اسی پہاڑ پر اتارا جہاں ہماری کشتی ٹوٹی تھی۔ جب میں نے چلنے پر اصرار کیا تو اس نے کہا کہ" وہ انگوٹھی جو تیرے ہاتھ میں ہے مجھے دے۔ یہاں ایک بڑا دیو ہے۔ اس سے گزر کر جاتا ہے۔ اگر ہم کو دیکھ پائے گا تو دونوں کو ہلاک کر دے گا۔ کوئی دوسری راہ بھی نہیں ہے۔ اس انگوٹھی کو ہاتھ میں پہنکر میں ادھر سے بے ضرر نکل جاؤنگا۔"
میں نے وہ انگشتری اس کے حوالے کر دی۔ وہ انگوٹھی کو ہتیا کر چلتا بنا۔ اور مجھے چھوڑ گیا۔ اپنی ناسمجھی پر مجھے سخت افسوس ہونے لگا۔ چار و ناچار، اٹھا اور پہاڑ

کی چوٹی تک گیا۔ یہاں ایک اور دیو سے پالا پڑا۔ اس نے مجھے پہاڑ کی چوٹی سے پھینک دیا۔ میں دور جاگرا اور بے ہوش ہوگیا۔ پری کی دعا نے ایک بار اور میری جان بچائی۔

(۱۰)

چلتے چلتے راستہ میں مجھے ایک سایہ دار درخت ملا۔ آرام لینے کے خیال سے میں اس کے نیچے گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک دیو کو زنجیروں سے کس کر درخت سے باندھ دیا گیا ہے۔ مجھے دیکھتے ہی وہ پکارا۔ "ہاں اے نسیم انصاری جو آئے اب سمجھو کہ تمھارا شہر قریب ہی ہے۔ صرف میرے چند سوالوں کے جواب دو۔" اس کی نیت سے میں بے خبر تھا۔ اس نے جو پوچھا اس کا جواب دیدیا۔

اس نے پوچھا "کیا دنیا میں خدا کے نبی زندہ ہیں؟" میں نے کہا "نہیں۔" پھر سوال کیا "کیا جھوٹی گواہی، قمار، زنا اور عورت گھوڑے پر سوار ہوتی ہے یا نہیں؟" میں نے جواب دیا۔ "ہاں، یہ سب چیزیں دنیا میں ہوتی ہیں۔" یہ سنتے ہی وہ صورت حرام زنجیروں کو توڑ کر میری طرف لپکا۔ اور پکڑ کر کہنے لگا "بتلا کہ اب تجھے کدھر پھینکوں"؟ دل ہی دل میں میں نے خدا کو یاد کیا۔ خدا کے حکم سے وہاں ایک فرشتہ نمودار ہوا۔ اس کو دیکھتے ہی دیو تھر تھر کانپنے لگا۔ فرشتے نے ڈانٹا۔

"اپنے معین وقت سے پہلے تو نیچے کیوں اتر آیا، اے لعین!" پھر اسکو درخت سے کس کر باندھ دیا اور میری طرف متوجہ ہوکر کہا "اے تمیم انصاری۔ تم نے اس کے سوالوں کا جواب کیوں دیا۔ یہ مردود، دجّال ہے، جو آخر زمانے میں نکلے گا۔" میں نے اس فرشتہ کا شکریہ ادا کیا۔ اور گھر کا راستہ دریافت کر کے روانہ ہوا۔

(۱۱)

راستے میں مجھے ایک محل ملا۔ اس کے در پر ایک بڑا قفل لگا ہوا تھا۔ اور قفل پر لکھا ہوا تھا۔ "عرش سے فرش تک ایک سبحان ہے۔" جوں ہی کہ میں نے یہ عبارت پڑھی، قفل کھل گیا۔ میں اندر داخل ہوا۔ وہاں ایک کندوری اور کئی کوزے پانی کے رکھے ہوئے تھے۔ میں نے کھانے سے فراغت پائی۔ اور سیر کرتا ہوا چلا۔ ایک حجرہ دکھائی دیا جو نہایت خوش رنگ تھا۔ اس کا پردہ اٹھا کر اندر گیا۔ یہاں کئی زخمی تن ایسے پڑے ہوئے تھے جن کے کپڑے خون سے رنگین تھے۔ ایک دروازہ دکھائی دیا۔ جہاں چار سوار کھڑے تھے۔ میں نے ان سے ان زخمیوں کا حال پوچھا انھوں نے بتلایا کہ "یہ پیغمبر خدا کے صحابی ہیں جو راہِ حق میں شہید ہوئے ہیں۔ ہم چاروں فرشتہ ہیں، جو نوحؑ کے زمانے سے یہاں نگہبانی کے کام پر مقرر ہیں۔" میں نے ان سے گھر کی راہ دریافت کی اور روانہ ہوا۔

کئی روز بعد راستے میں ایک باغ نظر آیا۔ نہایت شاداب اور خوش وضع۔ میں اس کے اندر گیا۔ اور ادھر اُدھر پھر کر سیر کرنے لگا۔ ایک گوشہ میں ایک بڈھے میاں مصروف عبادت تھے۔ ان کے سامنے جا کر سلام کیا۔ جواب سلام کے بعد وہ کہنے لگے۔ "کیا تو وہی ہے جو گم ہو گیا اور سارا مدینہ تجھے ڈھونڈ رہا ہے"؟ میں نے عرض کیا "ہاں میں وہی ہوں۔ اجازت ہو تو سارا ماجرا سناؤں" ہنس کے کہنے لگے۔ "آگے جا اور دیکھ ایک اور پیر مرد ملینگے۔ ان سے اپنا حال بیان کر۔ انہیں سے تیری مشکل آسان ہو گی"۔

(۱۲)

میں بڈھے میاں سے رخصت ہو کر چلا تو راستہ میں ایک اور باغ ملا۔ جو رشک فردوس تھا۔ میں اس کے اندر گیا اور خدا کی قدرت کا تماشہ دیکھنے لگا۔ ناگاہ ایک پیر مرد دکھائی دئے۔ جو حصیر بچھا کر بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کا لباس سر سے پاؤں تک سبز تھا۔ چہرہ سے محبت ٹپکتی تھی۔ اور وہ آفتاب کی طرح دمک رہا تھا۔ میں نے ان کو سلام کیا۔ اور اپنا سارا حال کہہ سنایا۔ ان بزرگ نے جواب دیا "یہاں سے تیرا گھر نزدیک ہے۔ کچھ غم نہ کھا۔ پہلے جا کر اس باغ کی سیر کر لے میوے کھا کر سیر ہو جا۔ پھر یہاں واپس آنا۔ خدا تجھے گھر پہنچا دے گا"۔

میں باغ میں گیا۔ پھل توڑ کر خوب سیر ہو کر کھایا۔ ایک صاف شفاف چشمے سے

پانی پیا۔ ایسے میں یکایک، ایک، ایک پیرزن نظر پڑی جسکی پیٹھ خم اور آنکھیں بستر اور بدشکل تھیں۔ کالے رنگ کے جسم پر ریشم کا بھاری لباس پہنے ہوئے تھی۔ یہ لباس کئی ہزار رنگ کا تھا۔ ہاتھ میں موتی کی تسبیح لیئے، خدا کی ثنا کر رہی تھی۔ میں نے اس کے سامنے جا کر سلام کیا اس نے غرور سے میری طرف دیکھا اور کچھ جواب نہ دیا۔ مجھے غصہ آیا۔ میں نے کہا "اے پیرزن۔ تجھ سے بوڑھے لوگوں نے میرے سلام کا جواب دیا ہے۔ تجھ میں ایسی کیا بڑائی ہے کہ میرے سلام کا جواب نہیں دیتی" میرے اصرار پر بھی اس نے کچھ نہ کہا۔ لیکن ایک آواز میرے کان میں آئی جو کہہ رہی تھی۔ "ہاں! اے تمیم انصاری، شوخی کرتا ہے، اور ہلاک ہوا چاہتا ہے۔ آتنی تندہی! ایسی بات کہنے کی تجھے کیا مجال ہے؟ اب اپنے کو سنبھال کر یہاں سے جلد نکل جا۔" اس آواز سے میرے دل میں ہراس پیدا ہوا۔ میں سیدھا ان بزرگ کے پاس پہنچا۔ اور ان سے چار سوال کئے پہلے یہ کہ "تم کون ہو" دوسرے "وُہ پیرزن کون ہے" تیسرے "وہ ہولناک آواز کس کی تھی" چوتھے "وُہ پیر مرد کون تھے جنھوں نے مجھے تمہارے پاس بھیجا"۔ اس کے جواب انھوں نے یوں دئے "میں خضرؑ آبِ حیات کا نگہبان ہوں۔ وہ پیرزن جو بیٹھی ہوئی ہے۔ دنیا کی صورت ہے۔ اور ہمیشہ بنی ٹھنی رہتی ہے۔ یہ کئی ہزار داماد کی عروس ہے۔ وہ جو آواز آئی، یاجوج ماجوج

کی تھی جو اس پیرزن کے یارِ غار ہیں۔ وہ بزرگ جو پہلے ملے تھے، الیاس پیغمبر تھے"
پھر میں نے ان سے گھر کی راہ پوچھی۔ کہا۔ "تیرا گھر یہاں سے سو سال کی راہ پر ہے"۔
یہ سنکر میں زار زار رونے لگا۔ خضر نے دلاسا دیا کہ۔ "رونا کیوں ہے جس نے تجھے
یہاں تک پہنچایا، ترے گھر کو بھی پہنچائیگا۔ خدا کا شکر بجالا۔ کچھ دن یہاں رہ تیری
امید بر آئیگی"۔

میں کئی روز تک خضر کے پاس رہا۔ ایک روز خضر کے پاس ایک ابر آیا۔
اور سلام کیا۔ خضر نے پوچھا۔ "تجھے کہاں برسنے کا حکم ہے"۔ جواب دیا "یمن پر"۔
اس کو جانے کی اجازت دیدی۔ پھر ایک روز ایک دوسرا ابر آیا۔ پوچھا "کہاں
برسنا ہے"؟ بولا "روم پر" اس کو بھی اجازت دیدی گئی۔ کئی روز بعد ایک اور ابر آیا۔
اور سلام کرکے کہا۔ "مجھے مدینہ پر برسنے کا حکم ہے"۔ خضر نے فرمایا۔ اس مرد کو تو مدینہ
پہنچادے۔ یہ وہیں کا رہنے والا ہے۔ تمیم انصاری اس کا نام ہے۔ گھر سے بچھڑ کر
کئی سال سے پریشان ہے"۔ یہ کہہ کے مجھے دعا دی اور ابر پر بٹھا کر رخصت کیا۔

اس طرح، یا علی! میں مدینہ پہنچا ہوں۔ خضر کا مجھ پر احسان ہے۔ خدا کا شکر
کس طرح ادا کر سکوں کہ ہزاروں بلاؤں سے بچا کر مجھے وطن پہنچایا۔ یہ ہے میرا قصہ۔
اے حیدرِ کرار"۔

سب اصحاب یہ قصہ سنکر حیرت میں پڑ گئے۔ حضرت علی نے فرمایا "یہ قصہ صحیح ہے۔ نبی نے مجھے اس کی خبر دی تھی"۔

پھر تمیم انصاری کو غسل کرایا۔ تمام اصحاب ان کو پہچان کر عزت سے ملے۔ حضرت علی نے تمیم انصاری کی خاتون کو انکے حوالے کر دیا۔

ظاہر ہے کہ یہ قصہ، قدیم طرز کے فوق فطری اور مہماتی قصوں سے کچھ زیادہ مختلف نہیں ہے۔ تاہم مصنف نے اس کی تکمیل میں، پوری توجہ سے کام لیا ہے۔ اور اسکو حتی الامکان دلچسپ بنانے کی کوشش کی ہے۔ مذہبی موضوع اور مقدس کرداروں کی وجہ سے، قصے کی اہمیت زیادہ ہوگئی ہے۔ یہ مسلسل اور واحد قصہ بھی نہیں ہے۔ بلکہ "الف لیلہ" کے مشہور قصے "سندھ باد" کی طرز کا قصہ در قصہ ہے۔ جس کے مختلف اجزا، تمیم انصاری کی مرکزی شخصیت سے مربوط ہیں۔ اسکے بیان کا انداز پیچ پیچ سے خالی ہے۔ "سندھ باد" کی مہمات کی طرح، یہاں بھی تخیل سے کام لینے کی کوشش کیگئی ہے۔ تاہم مصنف کا تخیل، مذہبی روایات کے دائرے سے پرے کم جاتا ہے اسی لئے کہیں وہ دجال کو پیش کرتا ہے اور کہیں "دابۃ الارض" کو۔ اور یہی اس کے تخیل کی انتہا ہے۔ اسکے مقابلے میں "سندھ باد" کے مہمات کو پیدا کرنے والا

تخیل زیادہ بلند اور زیادہ حیرت خیز ہے۔ اسی لئے "سندھ باد" کا قصہ' اس طرح کے تمام قصوں کا بلند ترین معیار بن گیا ہے۔

"سندھ باد" کا نتیجہ' خالص خلاقی ہے۔ اور اِس کا پورا مذہبی۔ چنانچہ مصنف نے اس قصہ کے پیرایہ میں' بہت سے اسلامی احکام' عقائد اور روایات کو بھی ذہن نشین کرنیکی کوشش کی ہے۔ لیکن یہ شاعر کا کمال ہے کہ قصے کو کہیں بے مزہ نہیں ہونے دیتا۔ وہ ہر جگہ قصہ باقی رہتا ہے۔

فنّی اعتبار سے' قصے کے دو پہلو خاص اہمیت رکھتے ہیں۔ ایک اس کے مرقعے ہیں' جو بعض اوقات خاصے طویل' بسیط اور نہایت دلچسپ اور ادبی ہیں۔ مثال کے طور پر صفحہ ۹۸ تا صفحہ ۱۰۰ اور صفحہ ۱۰۱ تا صفحہ ۱۰۵ کے مناظر یا صفحہ ۴۰ تا صفحہ ۴۳ کا لڑائی کا سماں اور صفحہ ۶۱ پر جہاز کی تصویر۔ نہایت پرلطف اور اہم حصے ہیں۔ آخری دو پاروں کو ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور نے "اردو شہ پارے" (جلد اوّل) میں انکی خوبی کی وجہ سے شامل کیا ہے اردو شہ پارے۔ (صفحہ ۲۱۴ و صفحہ ۲۱۵)

دوسری چیز یہ ہے کہ مصنف میں ڈرامائی احساس کی بھی کمی نہیں تھی۔ وہ قصے کو ڈرامائی انداز سے شروع کرتا ہے اور اسی انداز سے اس کو نشو ونما بھی دیتا ہے۔ مثلاً وہ پہلے ہی سے یہ نہیں بتلاتا' بلکہ آخر تک بھی کہیں اپنی طرف سے یہ واضح کرنے

کرنے کی کوشش نہیں کرتا کہ حضرتِ عمر کے دربار میں آنے والی عورت کون تھی۔ یہ راز خود واقعات بتلاتے ہیں۔ اسی طرح عقد کی رات، ایک عجیب و غریب ہئیت کے انسان کا، گھر میں گھس آنا۔ ایک ڈرامائی واقعہ ہے۔ بعد کے واقعات یہ ظاہر کرتے ہیں کہ یہی تمیم انصاری تھے۔ اس طرح کے اور بھی ڈرامائی مواقع ہیں جن سے قصے کی دلچسپی میں اضافہ ہوگیا ہے۔

اس قصے کا ماخذ، جیساکہ مصنف نے بتلایا ہے، کوئی خاص فارسی قصہ نہیں بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ اس حلقے کے تمام قصوں سے، مصنف نے، اپنے خیال کی حد تک، صحیح اور مستند معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی ہے۔ اسمیں کوئی شبہ نہیں کہ تمیم انصاری کی مہمات کے قصے، بہت مقبول تھے۔ مرتب اوراق ہذا کے پاس یہی قصہ غلام رسول المتخلص بہ غلامی، باشندۂ کھمبایت کا نظم کیا ہوا بھی موجود ہے۔ جو "تمیم انصاری" کے عنوان سے رؤف پرنٹنگ پریس، جوہری بازار بمبئی میں طبع ہوا ہے اور جسکو حسین مرزا ایک سیلر۔ فاکلینڈ روڈ، بمبئی نے شائع کیا ہے۔

غلامی، کوئی بڑا شاعر نہیں تھا۔ دونوں قصوں کا عام خاکہ ایک ہی ہے لیکن جزئیات میں، دونوں بالکل مختلف ہیں۔

اس مثنوی کی اہمیت، قدیم کارناموں میں یہ ہے کہ یہ، طویل ادبی نظموں کے اولین

نقوش میں سے ہے۔ اس سے پہلے بیجاپور کی صرف ایک مثنوی "چندر بدن اور ماہ یار" (۱۰۴۰ھ سے قبل) ایسی لکھی گئی، جو اہم ہے۔ اور گولکنڈے کی سرپرستی میں جو مثنویاں لکھی گئیں، ان میں سے اس سے قبل کی صرف دو مثنویاں "قطب مشتری" (۱۰۱۸ھ) اور "سیف الملوک و بدیع الجمال" (۱۰۳۵ھ) قابلِ ذکر ہیں۔

صنعتی کے زمانے میں 'بیجاپور' اردو شاعری اور انشا پردازی کے چرچوں سے گونج رہا تھا۔ ابراہیم عادل شاہ ثانی (۹۸۸ھ تا ۱۰۳۷ھ) نے اردو شاعری کی سرپرستی اور قدر دانی کی جو مثال قائم کی تھی، وہ اس کے جانشین محمد اور علی عادل شاہ ثانی (۱۰۶۷ھ تا ۱۰۸۳ھ) کے عہد میں معراجِ کمال کو پہنچ چکی تھی۔ انھیں سرپرستیوں کے باعث، وہ حیرت انگیز نتائج پیدا ہوئے، جن سے علمی دنیا آج تک متاثر ہے۔ یہ اسی کا نتیجہ تھا کہ بیجاپور، اس وقت اردو کے اچھے اچھے اور نہایت خوش گفتار شاعروں کا مرکز بن گیا تھا۔ عرب، ایران اور ہندوستان سے لوگ بیجاپور آتے اور اردو زبان سیکھ کر، اس میں شعر و سخن کی داد دیتے اور شہرت حاصل کرتے تھے۔

بیجاپور میں اس وقت جو شاعر مشہور تھے، ان میں "خاور نامہ" (۱۰۵۹ھ) کا مصنف رستمی، "یوسف زلیخا" اور "ہشت بہشت" کا مصنف ملک خوشنود

(سنہ ۱۰۳۸ھ - سنہ ۱۰۶۷ھ) خاص طور پر قابلِ ذکر ہے۔

گولکنڈہ کے معاصرین میں غواصی، مصنف "سیف الملوک و بدیع الجمال" اور "طوطی نامہ"۔ کی شہرت اس وقت بام عروج پر تھی وجہی، جو قدیم اُردو شاعری اور خاص طور پر انشا کے اولین معماروں اور اب الآبا میں سے ہے، اور جسکے نغموں نے محمد قلی کے دربار کو مسحور کر رکھا تھا، اس وقت بھی زندہ تھا۔ گویا صنعتی کا مقابلہ ایسے زبردست اور بلند پایہ شاعروں سے تھا۔ یہی اس کے حقیقی مخاطب بھی تھے۔ بلند ذوق رکھنے والے شعرا کی موجودگی کا اثر کسی ادبی کارنامے پر نہایت ترقی پرور ثابت ہوتا ہے۔ صنعتی پر بھی یقیناً اس کا اثر تھا۔ چنانچہ اس کے کارنامے میں، سادگی، لطافت جذبات، اور توضیحات کے علاوہ وہ تمام خوبیاں کم و بیش پائی جاتی ہیں، جو اس عصر کی تصنیفات کی امتیازی خصوصیات ہیں۔

ان تمام خوبیوں کے باوجود، صنعتی اور اس کی مثنوی کو وہ شہرت حاصل نہ ہو سکی، جو دوسرے کارناموں کو حاصل ہے۔ اس کا سبب ہرگز یہ نہیں کہ "قصۂ بے نظیر" دوسرے کارناموں کے مقابلے میں قابلِ فراموش تھا۔ بلکہ اس کا اصلی سبب یہ ہے کہ یہ مثنوی، عرصہ تک نظروں سے اوجھل رہی۔ اس کا کوئی مخطوطہ یورپ کے کسی کتب خانہ میں موجود نہیں ہے۔ ہندوستان اور دکن

میں بھی اس کے مخطوطے عام طور پر دستیاب نہیں ہوتے۔ جہاں تک راقم الحروف کو علم ہو سکا ہے، اب تک اس کے صرف دو قلمی نسخوں کا پتہ چل سکا ہے۔ ان میں سے ایک نسخہ کتب خانہ جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن کا مملوکہ ہے۔ دوسرے نسخے کے متعلق مولوی عبدالحق صاحب، معتمد انجمن ترقی اردو، اورنگ آباد کے ایک خط سے معلوم ہوا کہ وہ انجمن کے کتب خانے میں ہے، لیکن یہ نسخہ ناقص ہے۔ کتب خانہ جامعہ عثمانیہ کا نسخہ مکمل اور صاف ستھرا ہے۔ یہ خطِ نسخ میں لکھا ہوا ہے۔ اور ۶ء۸×۱۶ انچ کی تقطیع کے (۹۳) اوراق پر ختم ہوا ہے۔ ہر صفحہ میں نو (۹) سطریں ہیں۔ کاغذ قدیم و بسی کھرا ہے عنوانات کی جگہ سادہ چھوڑ دی گئی ہے۔ اس میں کوئی تحریر یا ترقیمہ، متن کے علاوہ موجود نہیں ہے۔ اس لئے اسکی کتابت کے سنہ اور کاتب وغیرہ کا کچھ پتہ نہیں چل سکتا۔

ابتدا میں لوح کے اوپر اور اختتام پر "میر محمد منظر علی" (۱۳۱۷ھ) کی مہریں لگی ہوئی ہیں۔ یہ نسخہ کتب خانے میں داخل ہونے سے پہلے، مولوی میر منظر علی صاحب، مولوی کامل، وکیل، ہائیکورٹ حیدرآباد دکن کا مملوکہ تھا جو، مولانا سید شاہ حافظ شجاع الدین (۱۱۹۱ھ - ۱۲۶۵ھ) مصنف "کشف الخلاصہ ہندی"۔ کے نواسے ہوتے ہیں۔ یہی نسخہ اس ترتیب کی بنیاد ہے۔ صنعتی کی مثنوی کا سب سے پہلا تذکرہ، کتب خانہ جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن کی توضیحی اور تفصیلی "فہرست اردو مخطوطات" مطبوعہ جامعہ عثمانیہ

(۱۹۲۹ء) میں کیا گیا ہے۔ اسی زمانے میں مرتب اوراق ہٰذا نے، اس پر ایک مضمون رسالہ "معارف" بابتہ ماہ اپریل ۱۹۳۰ء (م ۱۳۴۸ھ) میں شائع کیا تھا۔ ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور، پروفیسر اُردو جامعہ عثمانیہ کی تالیف "اردو شہ پارے" (جلد اوّل) میں، صنعتی کا ذکر محمد عادل شاہ کے زمانے کے شعرا میں کیا گیا ہے۔ اور اسکی مثنوی سے تین اقتباسات بھی درج کئے گئے ہیں۔

ان چند تذکروں کے علاوہ، صنعتی اور اس کی تصنیف سے متعلق، کوئی اور تحریر راقم الحروف کی نظر سے نہیں گزری۔

حمایت نگر، حیدر آباد دکن۔
شنبہ، ۲ محرم ۱۳۵۷ھ م مارچ ۱۹۳۸ء
عبدالقادر سروری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ثنا بول اول توں سبحان کا ۔ جو خلاق ہے جن و انسان کا
بشر کوں اپس قدرت پاک سوں ۔ بنایا اگن جل پون خاک سوں
اپس ہات سوں راست کر اس شتاب ۔ دھریا مہربانی سوں آدم خطاب
اپس عشق سوں اس کو پیدا کیا ۔ سو اپنی محبت سوں شیدا کیا
رکھیا سر اوپر اس خلافت کا تاج ۔ دلایا فرشتیاں سوں سجدہ خراج
دکھایا تکبر عزازیل نے ۔ یتا خیر کا مغز کھایا انے
دھریا جب او باغی نے سجدے کا عار ۔ کیا داغِ فاخرج تے اس داغ دار
گگن کوں ستاریاں سوں گلشن کیا ۔ دھرت کوں رسولاں سوں روشن کیا
زمیں پر شیاطین کوں خوار کر ۔ رکھیا نسل آدم کوں گلزار کر
چنیا انبیا لک پوچوبیس فراد ۔ حسوداں کوں ان کے کیا خوار زار

کیا نوح کی قوم جب لے غرق ۔۔۔ دیا اس بشارت کوں قارون زرق ؛

توں ادریسؑ کی کر دعا مستجاب ۔۔۔ بجز حشر جنت دیا اس شتاب

منگیا دوست دشمن پو تجہ سوں مدد ۔۔۔ کیا پشہ لنگ کوں نامزد

توں پیدا کیا سو موسیٰ کوں یوں ۔۔۔ کیا غرق پانی میں فرعون جوں

توں موسیٰ کوں فرعون کے ہات سوں ۔۔۔ دکھایا اُس آتش کوں پھل پانو

دکھایا او آتش ہرے جھاڑ کر ۔۔۔ رکھیا خشک لکڑی میں الک اک ہنر

دیا اس کوں کشتی توں ہاروں کوں ۔۔۔ زمیں میں اتاریا سو قارون کوں

توں داؤد کے ہات میں سر بسر ۔۔۔ لوہے کوں کیا موم تے نرم تر

ہوا جب مرض سخت ایوب کوں ۔۔۔ شفا دے کیا پل میں اس خوب تو

براہیم کوں بخشیا کرم کر تمام ۔۔۔ اسمٰعیل اسحاق سے نیک نام

بنا جب یو کعبہ ہوا مستقیم ۔۔۔ اسمٰعیل کوں توں بہ ذبح عظیم

ملا کر توں بچھڑے سوں محبوب کوں ۔۔۔ دیا روشنی چشم یعقوب کوں

دکھا یوسفِ حسن کا یک جلا ۔۔۔ زلیخا کے دل کوں کیا مبتلا

پون کوں سلیمان کا راز کر ۔۔۔ رواں تخت رکھیا پون کے اُپر

گئی لوط کی امت جب حد تے بھار ۔۔۔ کیا عدل سوں سب زمیں میں اوتار

تو کیا یونس کوں مچھلی تے بخشا نجات — کیا لطف احسان صالح سنگات
توں کر خضر و الیاس کوں یک مدد — دیا ان کوں بخشش حیاتِ ابد
توں ایسا محمدؐ کوں بخشا شرف — کہ جا سب نبیاں کا شرف یک طرف
کہ عیسیٰ کوں آدم نمن نیں پدر — نپا بیچ بخشا سخن کا ثمر
یو دھر تے تھے سب معجزے انبیا — تو حضرت کوں سب معجزو او دیا
نپانے منگیا جب توں ترلوک کوں — نپایا توں وہ ذات الپس نور سوں
جو کوئی اس سوں باغی اہے ناپکا — کیا توں دو جگ میں خوار زار
توں یوں دوستاں کا مددگار ہے — بجز شرک سب کوں توں غفار ہے
اچھا توں جداں خلق پیدا نہ تھا — اچھیگا بھی آخر اول جوں تھا
ازل بیچ ابد میں نپایا یو کل — بہو بیچ سخایت میں حیرت بدل
دئے عرش تا فرش سب مل گواہ — کہ توں ایک ہے نیں ہے دوسرا الہ
ترے کنہ لگ کیوں خرد جا سکے — کہ خالق کوں مخلوق کیوں پا سکے
ازل تے ابد لگ جتا کاروبار — قلم تے کیا لوح پر آشکار
دیا دل کے مخزن کوں گیلی زباں — قلم کوں زباں کا کیا ترجماں
تری حفظ رحمت تے اے ذو المنن — کیا ہے اگن میں سمندر وطن

رکھیا شمع میں روشنی ہور جلا — پتنگ کا کیا جان دل مبتلا
توں روشن کیا چشمۂ آفتاب — دیا کھان میں لعل کوں آب و تاب
نپایا ہے ابرِ گہربار توں — کیا آب سوں دُرِ شہوار توں
توں پیدا کیا آب سا پاک شئے — کہا کل شیٔ من الماءِ حی
رکھیا خاک میں روح و بیا زن — سنواریا جگت کا سکل پھول بن
کیا قطرۂ آب کوں آدمی — رکھیا نیں سو نیت میں ایسا کبھی
دیا پارۂ گوشت کوں ہوش توں — لبد ہور چشم و بنا گوش کوں
اُسے مایۂ ہوش مندی دیا — رحم میں عجب نقش بندی کیا
سو ایسی جو ظلمات تے لیا کو بھار — پھر اتا ہے لیا روشنی میں سنوار
ہدیناہُ النجدین کا رک نشرف — ۵۰ دکھایا اسے راہ پیتاں طرف
لگا دل کے ایوان کوں فکرِ جام — دکھاتا ہے عبرت سوں قدرت تمام
خمیر ایک سارے جگت کوں کیا — ہر یک کوں نصیب اس کے لائق دیا
کیا محتشم کس کوں کس کوں حقیر — ولے سب ہی تجہ دار کے ہیں فقیر
ازل تے اول رزق توں لک رکھیا — نہ اس میں تے یک تل پھرا کوئی سکیا
ترے امر بن نا ہلے کوئی پات — ترے حکم بن نا کرے کوئی بات

جسے جس وزا کا کرم توں کیا اسی میں اُسے رک کو لذت دیا
کیا ہے کسے جنس میں سرفراز دیا ہے کسے نعمتِ دل نواز
اپس حُسن میں دلبراں مست ہیں خوش آوازدیساں سوں ہمدست ہیں
دیا ہے کسے زرفشانی سدا کیا ہے کسے شاہ کس کوں گدا
تونگر اپس مال سوں شاد ہیں گدا بے نیازی سوں آزاد ہیں
ازل تے رکھیا جیپہ توں جو قلم نہ حد ہے کسے بولنے بیش و کم
ترے کام میں نیں ہے شرکت کسے ترے ملک میں نیں ہے ملکت کسے
پلک میں کتی نقش بندی کرے ہریک نقش سار عدم میں دھرے
ہوا نقش اگر گم تو کچھ غم نہیں کہ نقاش کن نقش کچھ کم نہیں
بجز نقش نقاش موجود ہے ولے نقش اس باج نابود ہے
رنگارے جو سب رنگ بنالیائے ہیں ترے رنگ تے رنگ سب پائے ہیں
تجے بے رنگی کا جو ایک رنگ ہے جو اس رنگ کوں اپس تے رنگ ہے
نہ تجھ سار کا رنگ کوئی رنگ سکے جو رنگریز اُس رنگ کوں نا پا سکے
سعادت سوں کس سرخ کیتا کلاہ شقاوت سوں موں زرد یک کا سیاہ
منگالا کدھیں لال میں آملے نہ رنگریز پر رنگ کا دعویٰ چلے

ہر یک رنگ میں ہے رنگ اس شاہ کا | عجب رنگ ہے صبغۃ اللہ کا

نہیں کوئی کیں ایک ذرہ مگر | جو اوراست شاہد ہے تجھ ذات پر

دو جگ نت کریں روز و شب تجھ نماز | تری ذات اس سب تے ہے بے نیاز

ترا علم و حکمت ہے گھٹنے تے پاک | ترا فضل و رحمت ہے ٹٹنے تے پاک

یو خاکی ترا راز کیوں پا سکے | کہاں ذرہ خورشید لگ جا سکے

ولے سب پہ توں سب گواہی دیا | الانسان سری سوں نامی کیا

ادک فضل و رحمت کر اس خاک پر | دکھایا توں اس کاہ کوں کوہ کر

ادک آسماں جس امانت کا تاب | نہ لیا سک کہ لرزا ہوے سب شتاب

توں اس خاک ویرا کوں گلشن کیا | سو ویسے خزانے کا مخزن دیا

سمجھتا ہے ہر صاحب فکر سنج | کہ بانچہ کوں ہے سزاوار گنج

توں اس خاک ناچیز کوں کر قبول | اگرچہ کہا اس ظلوماً جہول

بھی عاصی یو منت تجھ احسان کا | ہر ایک کام کرتا اپس شان کا

ہمارے نمن سات جنت سدا | ترے رحم کے وار کے ہیں گدا

چھپا بھوت دھرتا تو ہمنا پہ پیار | ترے پیار کے سب ہیں امیدوار

ترا رحم کر صنعتی پر مدام | کرینگے یو گر کر خرا مکا تمام

قضا پر رضا کی اسے چال دے — تو راضی ہے جس پر تو احوال دے
کریا کسی کوں جو دیتا ہے توں — سو استے پھر اکر نہ لیتا ہے توں
ترا ناؤں ہے اکرم الاکرمیں — ترا وصف ہے ارحم الراحمیں
جو ایماں کا تاج لے پیار کر — دنیاں میں رکھیا ہے تو جس سیس پر
اسی تاج سوں روز محشر منے — کھڑے کر اسے تجھ پیمبر کنے

(نبی کریم شفیع امین — رسول خدا رحمت العالمین
کہ جس سر پو لولاک کا تاج ہے — سو اس کوں عرش آپی محتاج ہے
ثنا جس کی بولیا ہے سبحان نے — سو طٰہٰ و یٰس قرآن مے
احد میں تجھے ناؤں احمد دیا — بجز میم بھی فرق کچھ نیں کیا
ترا ناؤں اپس ناؤں تے ہم قریں — کیا ہور بھیجیا ہزار آفریں
نہ پایا جدا تجھ بدل یو دھرت — سنواں ریا ترے نور سوں سب جگت
تری بارگاہ کا زحل ہے سپاہ — تو ہفتم سماں کا ہوا بادشاہ
کرے مشتری دھر ہزارا خوشی — ترے جز کشاں پاس آسے کشی
کماں دار مریخ لے تیغ و تیر — تری بارگہ کا ہے جم بار گیر

کیں رنگی لے جاروب ہر صبح گاہ سورج نت سنوارے ترا بارگاہ
تری شرع کی دیگ ہر انے چال دھری گال پر نیک بختی کا خال
عطارد ترے بارگاہ کا دبیر لکھے تجھ ثنا پر زر افشاں حریر
رین کوں ترے بارگاہ پر انبر لگاتا ہے آکاس دیوا چندر
چندر مشعلہ دار ہو وقت شام جمع کر ستارے کرے تجھ سلام
شرف ہے دو عالم کوں تجھ ذات تے بھی آخر خلاصی ہے تجھ بات تے
ترا ناؤں عزت ہے آدم کے تئیں ترا اسم ہے ورد عالم کے تئیں
ترا ناؤں ہے ذات بعد صفات کہ جوں بیج اول پراں پھول پات
دیا توں شرف کاف کن کوں تمام ہوا تجھ تے اظہار کل کاف لام
شیا دیو نے مارنوں گرد کر رکھیا کفر و فی زرے کوں نوں سر کر
بجایا انوں کے الف تے و شین تپے تب الف جو کہ بے نیر میں
تجھ انگشت کی تیغ میں کر خبر سٹیا قاف ہور میم ورے کا خبر
سو ست بدر کے روز بگشت خا کیا کئی ہزاروں سوں لشکر ہلاک
تجھ اسلام کی فوج ہے بیشمار ہزاروں پو بھاری ہر یک یک سوار
بجھیں قاف تا قاف روشن الگ تری بج نوبت قیامت تلگ
دو عالم ہے یک تاب تجھ سور تے شرف سب ہے آدم کوں تجھ نور تے

تجلی تے تجہ پائے جب یک جھلک کیئے سجدہ آدم کوں سارے ملک
ہُوِیت کے خورشید تے لے کو نور سٹیا نور کثرت پو سب جونکہ سور
رسالت منے عین توں شہ دسے ولے نیں توں روشن نظر ہے کسے
ازل تے جو کوئی تھے جو کوتہ نگاہ نہ سمجے تجے دیک اے بادشاہ
جو کوئی تھے جو نوشایہ نیئر ہوش بہچھانت کے جم جام سوں بادہ نوش
کہے دل سوں تجہ دیک اے شہر یار سکندر رسالت کا آیا بہار
ہُوَیّت ہویدا ہے تجہ راج میں اپس کوں دکھایا ہے معراج میں
عیاں تجہ میں ہے جلوۂ ذو الجلال ہے عالم کوں معراج تیرا جمال
سزاوار توں جلوۂ ذات کوں شرف تجہ تے معراج کی رات کوں
ہوا جب توں اس رات براق سوار سرافیل تھا خاص وغاشہ دار
زہے شہسوار وزہے خنگ پاک کہ جس سم تے البرج تھا چاک چاک
انجم ذات کا جلد ہور بے قرار بھرے سات گھم جل منے سات بار
پری زاد ہن آدمی گیان تھا گگن ساجسے تنگ میدان تھا
ستارے ہوئے یو گگن پر سکل سٹیا خوے کی بوندال وبراق چل
سو براق ہور برق میں جب فرق ایک الف کا زیادہ ہے اے مرد نیک

اسی تے ہے فاضل الف فرق بھی　　کہ براق فاضل ہے نت برق تی
الف کوں نوں ایک حرف ہے کرنے دیک　　الف یوں زیادہ سو ہے الف ایک
دیا حجب یوں ویسے ترنگ کوں صفا　　زمیں تے چڑیا پل میں ہفت آسمان
گئے اُمِّ ہانی کے گھر تے نکل　　ٹک ایک سیر دیکھیا توں قدرت سکل
گگن کیاں سنریاں سات چھوڑ کب　　گیا سدرۃ المنتہیٰ پاس جب
کھارہ گے واں پیک پیغمبراں　　انگے جاتوں اے سرورِ سروراں
جو بو قرب بخشش ہے حق تے تجے　　انگے یک قدم کی نہ طاقت مجے
اگر یک سرِ مُو ے انگے آوں گا　　تو نور جلالت تے جل جاتوں گا
چلے واں تے رف رف اوپر سار ہو　　سو مشتاق دیدار غفار ہو
گئے واں تے جیب خاص بردطرف ۱۴۰　　لئے قاب قوسین کا تب شرف
سو دیدار اپنا دکھایا تجے　　عجب ذوق لذت چکایا تجے
سو او ذوق کہنے میں آوے کہاں　　او لذت بیاں میں سماوے کہاں
و مازاغ کا کحل انکھیاں میں کر　　نہ واں زاغ دیکھیا نہ واں باغ پر
کسی انبیا کوں نہیں تھی یو بات　　جو بے پردہ واصل ہے حق سنگات
انوں میں جو تجہ میں یتا فرق ہے　　کہ دیکھیا سنے کوں جتا فرق ہے

کئے تھے جو موسیٰ نے ادنیٰ سوال نہ دیکھے دکھایا تجے ذوالجلال
انو کوں دیا لن ترانی جواب ایس شوق سوں تج دکھایا شتاب
توں اس پاک خلوت میں کر فکر تام نہ کینیا سلام اس جو اوتھا سلام
کہا التحیات للہ شتاب سنیا السلام علیک کا جواب
دیا جب یو تشریف رب العباد کیا آخر امت کوں بھی اس میں یاد
فاوحیٰ الیٰ عبدہ کا شرف بڑاں حق تے نازل ہوا تج طرف
توں حق سات مشغول ہوا راز سوں سنیا راز بے حرف آواز سوں
جو امت کا آیا سخن درمیاں اول فرض ہور واجباں کاں بیاں
جب امت کے آساں کئی سبب کتک فرض بخشائے تو یا ادب
منگیا مغفرت سب دل بعد ازاں سنیا عفو کا بھی جواب بیگ واں
جو کچھ فیض اس بارگہ تے لیا سو ہر یک کوں اسکے موافق دیا
ازل تے ہمن بخت ہیں نیک خواہ جو تجہ سا ابد لگ ہے ہمنا پناہ
تری خوشنودی حق کوں مقصود ہے توں امت کی بخشش یہ خوشنود ہے
کہا کافراں کوں دنیا کے بھیتر وما کان خالق نے تجہ یاد کر
جو کئی تجہ پو ایمان یا لیا ئینگے سو دوزخ میں کیوں کر کہ او جائینگے

تڑے تابعاں میں خدا کر قبول — کہ بولیا خدا من یطع الرسول
چلے صنعتی سو تڑی بات پہ — دو جگ میں اسے توں سرفراز کر
تڑے پاس آرہنے کی ہے آس اوس — رکھ اپنے کرم سوں اپس پاس اوس
کر اوس خاک کوں یک نظر سوں کنچن — بحق چار یاراں حسین و حسن
نہ دھرتا ہوں کچھ تحفہ از بہر خود — تڑی بارگہ میں بغیر از درود
اچھو حق تعالیٰ تے نازل سلام — پر اصحاب پر اہل بینش تمام

اتا ہنس توں اے صبح صادق لباس — کہ ہے صدق سوں پاس کی دل کوں آس
اتا شب توں دامان مشکین لپیٹ — اتا دن توں دامن میں گوہر سمیٹ
اتا باہر آیا سورج تاب سوں — اتا اٹھ توں اے مرغ خوش خواب سوں
اتا توں بھی اے طبع خوش بزم کر — اتا توں بھی اے دل گہر نظم کر
اتا اے خرد گنج در گنج ہو — اتا اے طبیعت گہر سنج ہو
اتا چشمۂ خضر ہو توں دہن — اتا بول اے مایۂ خوش سخن
اتا اے قلم کر توں گوہر نثار — اتا اے ورق ہو توں گوہر نگار
اتا چل توں اے ابر مشکیں شتاب — برس ہیں پو کافور کے مشک ناب

سیاہی (تے) تج آب حیواں نکال — کہ تج خضر کا مدح آبا اتال
عجب خضر خضر مسیحا نفس — سدا جس مریداں کا فریاد رس
چلے عرش تا فرش وہ پاک نام — سو ہے خلوتِ خاص اس کا مقام
ولایت کی اقلیم کا تاج دار — کرامت کے میدا(ن) کا شہسوار
شریعت کے ایوا(ن) کا نور توں — حقیقت (کے) آکاس کا سور (سورج) توں
ولیاں (ولی جمع) معرفت تج تے سب پائے (ہیں) ۱۸۰ ترے ہات (کی) جھاڑ سب لائے ہیں
نبی کا جلایا ہے توں دین سب — محی الدین حق نے دیا تج لقب
ولیاں کو سبھی عاشقی شان ہے — ولیکن توں معشوق سبحان ہے
نبی کے چلن تے ہوے نیں جدا — کرے فقر سب فخر تج تے سدا
ترا یاد ہر دل کوں صیقل ہوا — کیلی دل کی تجہ ناؤں ہیکل ہوا
اچھے کام اگر قفل یا سخت تر — ترا نام کیلی (کنجی) ہے اس قفل پر
ہر یک دل جو غفلت (تے) پایا ممات — اسے ہے ترا نام آبِ حیات
نہ شیطان سکتا ہے کرنے گذر — ترے کمتریں مریداں اوپر
کہ شیطان کاں (کہاں) یو(ں) سکت پا سکے — جو تیرے مریداں لگو (تک) آ سکے
رکھیا کوئی ایس دل میں تج سوں نیاز — کیا توں دو جگ میں (سے) اسے سرفراز

گدایاں ہیں تجہ دار کے سب غنیاں / کہ تجہ دار کی گرد ہے کیمیا
ہُویت کے مشرق کا جن سور ہے / توں کسوت میں اوس سوں کا نور ہے
سکل عارفاں ہیں ترا پاک نام / دسے راست جیوں معتقدیاں میں امام
پیا جام توں خاص اخلاص کا / ہوا رازداں خلوتِ خاص کا
توں اسنتے کیا علم سار احصول / جسے علم کا باب بولے رسول
سیادت تے روشن ہے ہر یہ چھتر / سہایا ولایت کے مسند اوپر
سو خاتوں کے گلشن کا ہے بار توں / حسنؓ کے گھرانے میں سردار توں
حسن ہور حسین کی انکھیاں کا نوں نور / اچھو چشم زخم اس گھرانے تے دور
توں او شاہ عالم جہاں گیر ہے / کہ تجہ باٹ کی خاک اکسیر ہے
کرے لطف ہور قہر کی تجہ نظر / گہر کوں پتھر ہور پتھر کوں گہر
خدا کے نبی کا ترے پر ہے پیار / ترے پیار میں ہوں میں امیدوار
کرم سوں مرے حال پر کر نگاہ / کہ ہر دم ترا نام مجہ دست گاہ
ایس لطف سوں کر دعا یو قبول / بہ حقِ امامینِ جفتِ بتول
اچھے گر مجے جان دل سو ہزار / تو او سو ہزاراں ہے تجہ پر نثار
ترا مدح خواں ہو سب احوال میں / ترا وصف گو ہوں سب اقوال میں

ترا وصف اظہار تے بھار ہے
تری ذات خورشید اظہار ہے

سخن گنج ہے عالم الغیب کا
سخن موج زن ملکِ لاریب کا
سخن بادشاہِ جہاں گیر ہے
سخن مس کے عالم کوں اکسیر ہے
سخن کا عجب ہے گگن تے حساب
جو یک پل میں لیاتا ہے کے آفتاب
سخن کا عجب کچھ توی باز ہے
ازل تا ابد جس کوں پرواز ہے
عجب ہے سخن کا شجر سر بلند
عجب ہے سخن کا سمند ارجمند
سخن کا عجب مرد ہے بالیقیں
سدا اردبد ار اوس ہے لعیں
سخن کا ورق سوختن تے دور ہے
مراداں کے نقشاں سوں معمور ہے
سخن گر نہ ہوتا تو اے نیک ذات
نہ ہوتا کدہی شش جہت شش جہات
جیلاوے سدا خوش سخن جان و تن
دمِ عیش اوسے ہے گواہ ہے سخن
سخن ات مٹھائی میں حلوا اہے
سخن سفرۂ من و سلوا اہے
سخن فیض ہے عالم الغیب کا
سخن نقش ہے جیب کے جیب کا
سخن کا عجب خوان معشوق ہے
زباں جس کندوری یو قا شوق ہے
خزانہ ہے حق کا سخن کا بیاں
کہ ہے جس خزانے کوں کیلی زباں

سخن کا سدا سبز گلزار ہے   سخن کا سدا گرم بازار ہے
جو کچھ ہے شہادت میں ہور غیب میں   سخن کے سماتا ہے آجیب میں
جتا خلق پیدا ہے یک بات سوں   اہے شاہد اس بات کا کاف ونوں

جہاں کالبد ہور سخن جیو ہے   سخن جیو ہور جیو میں پیو ہے
سخن طبع کے کھن کا دامان ہے   سخن چشمۂ غیب آسمان ہے
رکھن ہار سرسبز دل کا چمن   سخن ہے سخن ہے سخن ہے سخن
سخن کا نمک جس کوں تقریر ہے   نمک جس میں ہے او جہاں گیر ہے
سخن خوش لگے بخت کے سوں تمام   کہ ناخوش ہے میوہ سدا ناتمام

نہ ہر کوئی سخن کا سزاوار ہے   نہ ہر قطرہ لولوئے شہوار ہے
نہ ہر کھن منے صاف جوہر اچھے   نہ ہر کج کی منک میں گوہر اچھے
نہ ہر نافہ خوش باش نافہ کرے   نہ ہر یک مگر سر میں عنبر دھرے
اگر شیر نر ہوویں سارے چتل   تو شیراں نہ پاتے کدھی یک چتل
اگر خوش ادا مرغ گاتے تمام   تو ققنوس سوں کیا رہتا قنسر نام
اگر ہر ستارا اچھے آفتاب   توں خورشید کوں کیا رہتا آب و تاب
سخن سنج شیریں سنتے بھی رہیا   کہاں نیشکر ہور نئے بوریا

کریں بہوت کئی موم کے انب رس — ولے آنب کی کان ہے لذت سو باس
کہاں ہوے کو دن تے شعر سلیم — کرے کاٹ کان ازہ برگ نیم
سخن میں کا بھی کوئی کارے رتن — سخن داں سمجھتے ہیں قدر سخن
زیادہ ہے نزدیک اہل قیاس — سخن بولنے تے سخن کا قیاس
سمجھتے اگر سب سخن کا قرار — تو ہرگز نہ رہتا سخن کا وقار
سکل مرغ کھاتے اگر نیشکر — تو شکر نہ رہتی زمیں کے اوپر
نہ گوہر کوں پوچھے بجز گوہری ۲۴۰ نہ جوہر کوں سمجھے بجز جوہری
نہ محنت بغیر یو گہر ہات آئے — نہ چھیدے بغیر کان میں دُر سہائے
کدہی کوی قیمت سخن کا نہ پائے — جو یو بے بہا ہے بہا ہات آئے
سخن کا خزانہ نہ سر بیں کدہیں — نہ یو در طبیعت بسر بیں کدہیں
سخن لعل ہے عقل کے دُرج کا — سخن سور ہے لامکاں برج کا
سخن کا سدا سور پر نور ہے — سخن کا سدا ملک معمور ہے
دکھاوے سخن نت سمجھ دار کوں — ہر یک کس کی دانش کی مقدار کوں
جسے عقل کا بل توی نرا چھے — سخن میں وہی سب سوں سردرا چھے
دیا ہے توں بھی عقل دہرتا ہے تو — جو کھم کو سٹے پل میں پائیں سوں تو

اہے عقل گر چہ کسوٹی سخن ‏ خرد کا ہے صورت خرد مند کن
دسے روشنی جلوہ گر تا ابد ‏ خرد سو سخن ہور سخن سو خرد
اچھو جم خرد کا علم تابدار ‏ اچھو نت زبان سخن شہریار
خرد جم اچھو باغبان سخن ‏ سخن نت اچھو تازگی کا چمن
خرد کا اچھو نت سرج تابدار ‏ سخن کا اچھو نت گہر آبدار
خرد تے چلے جم سخن فوج فوج ‏ اچھو اس دریا پر سخن موج موج
نہ اس گوہراں کوں اچھو بیش و کم ‏ بھرو اس دُراں سوں مرادِ جم
مکمل ہے اس دور میں پور تن ‏ کہ ہے دور یو دور شاہِ سخن
دیا اس گہر کوں عجب آب و تاب ‏ شہنشاہ کے طبع کا آفتاب
سدا فہم جس کی کیا بندگی ‏ سخن جس سخن تو لیا زندگی
جس اس کا سخن دل کوں ارشاد ہے ‏ سخن شہر میں شہر استاد ہے
ہوا ختم الحق سخن شاہ پر ‏ سخن کی صفت یاں تے توں ختم کر
ابتا شہ کی مدحت بدل بانیا ‏ سخن سحر میں سٹ قلم کا جہاز
اپنا ساقی اد جام یاقوت لیا ‏ سو قوت بدل جیو کا قوت لیا
دما دم پلا مد بھریا او مدن ‏ جو قل قل کروں میں صراحی من

مبارک او ہے جھاڑ جس چھانوں تل — خلق آئیں اسودگی کے بدل
اول ان کوں لیا چھاؤں میں عنقریب — بزاں پاک میوا سوں بخشے نصیب
وہی جگ میں ہے آب حیوا تمام — کہ جس تے سدا فیض ہے خاص و عام
اسی صبح تا پاکی ہے جگ کوں آس — کہ جس تے اچھے غم کے نس کوں اوداس
وہی خضر تے جن مراداں چلائے — سو ظلمت میں لیا آب حیوا پلائے
مسیحا جگت میں وہی آج ہے — کہ جس دم تے سب خلق کا کاج ہے
اچھو جھاڑ سرسبز ایسا مدام — کہ جس جگ میں ہے فیض اس تے تمام
اچھو کیوں نہ او جھاڑ یوں بار دار — کہ ہے جس سوں آرام سنسار کا
کہ ہے جگ پو او سایہ کردگار — اچھنبا ہے یو چھانوں پروردگار
محمد شہ دادگر دیں پناہ — کہ ہر دم محمد جسے دستگاہ
براہیم کے بعد از ہوا نامدار — جگت میں محمد شہ کامگار
سلف تجہ گہر تے لئے آب و تاب — کہ دریا نے پایا ہے گوہر تے آب
کئے سب شہاں فخر ایس تخت سوں — کریں تخت نت فخر تجہ تخت سوں
دکھن کا نوں ہے خسرو تاجدار — جتنے تاجداراں وتے باجدار

اہے حکم تل تجہ عرب ہور عجم — شہاں تجہ سرج کن ستاریاں تے کم
شریعت منے عالم آرا ہے توں — سو پیارے محمد کا پیارا ہے توں
تجل کوں توں اے شہے نامور — سرج کا ہے چوندھل گگن مشت پر
ظفر نت تری بارگہ کا وزیر — سدا عقل تجہ ہات کا دستگیر
کرے ملک گیری اے یوں شتاب — کہ جوں پل میں لیوے ملک آفتاب
حریفاں ہیں تجہ رزم کے نزد بر — مکدر ہو شش جہت میں سر بسر
کرے جم توں ہر جنگ میں بے درنگ — حریفاں کے سر مہرہ سرخ رنگ
کرے نت تجہ اقبال تے سر بسر — سو رستم کے سب کام تجہ یک نفر
جتے خسرواں بندگی تجہ کریں — سدا در پو تجہ سروراں سر دھریں
جو کوئی سر رکھیا در پو اس بندہ وار — کیا سرفرازی سو اس تاجدار
اگر ہے سفاہان و گر روم زنگ — بخشنے کوں تجہ فیض کے بے درنگ
بخش خلق کوں آب گل کے نگر — لیا خلق کے پل میں دل کے نگر
دلاں کے نگر میں شہی تجہ سہائی — پرم کے نگر میں بھری تجہ دھائی
مدن کا چمن جب تے پایا جمال — نہ دیکھیا ہے تجہ سار کا نونہال
مدن نیں ہے بلکہ مدن روپ تو — مدن مست ہے تجہ مدن شوق سوں

کرے جم تجہ ایر ال اَجگ پتی گہر کا طبق لے چند ر آرتی
جتے سرکشاں حکم سو تجہ اسیر توں فرماں ہار او فرماں پذیر
اَدک جش کے ملک کا شاہ توں عدالت کے آکاس کا ماہ توں
کیا پایۂ عدل کوں استوار لیا دین ایمان تجہ تے قرار
تری بخشش و فضل کا باغباں جگت کے کیا شش چمن بوستاں
اگر ابر برسائے بارانِ تر ترا ہات برسائے لعل و گہر
برستا ہے تجہ ابر احسان جیوں نہ برسے کدہی ابر برسات یوں
گگن زر فشانی تے تجہ کر سوال سٹیا کہکشاں گل میں موتیاں کا مال
خلایق کے دل اے شہ ہے کامگار تجہ احساں کے دام کے ہیں شکار
نہ کس شاہ تے یوں کدہی نیں ہوا کہ نیں آب احساں یو ہے کیمیا
ہر یک شاہ کئی فن میں نامی ہوا توں سارے ہنر میں گرامی ہوا
دنیاں میں جو کچہ ہے سو علم و ادب تری یک بچن کا ہے تفصیل سب
جھلک تجہ بچن میں دسے یوں شتاب کہ جیوں سور میں تاب گوہر میں آب
دسے تجہ عبارت میں روشن نکات سیاہی کی ظلمت میں آبِ حیات
سخن پروراں کا توں پرکھے سخن رتن پارکھی جیوں پرکھتا رتن

تری قدر دانی سوں اے شہریار　　ہنر کا خزاں جا کو آیا ہے بار
دکھایا ہنر کئی ہنرمند طوس　　ولے شاہ محمود نیں کر فسوس
دے سکہ جو ماریا خزانے پو مہر　　توں مصری پوچھتے ہزار اسوں مہر
کرے پیار جم توں خردمند کوں　　خردمند کوں ہور ہنرمند کوں
ترا پیار ہے یوں ہنرمند پر　　پدر کا نہیں پیار فرزند پر
ہنرمند اچھے طفل جوں ماں کے پاس　　ترے پیار کا دل میں رکھتا ہے آس
اخر جگ ہے تب لگ توں اے جگ پتی　　چندر بھان اذر پو تجہ دربتی
تری وصف میں آ شہے کامراں　　زہے بارگاہ سخن پروراں
سزاوار تھا یوں کہ اس گنج پر　　دعا پر رکھوں مہر تیری اپر
شہاں کے الف سار کی قد جنم　　اچھو سیم ترے دار سے لیٹ خم
سدا عیش عشرت سوں یوں راج کر　　دیا داں سوں دل کوں معراج کر
اپنا ساقی او جام لیا زرنگار　　سدا شاہ کی اچھ لطف سوں کامگار
بھرا اس دو را صا خورشید کا　　جو بسرے جہا جام جمشید کا

مبارک شب قدر سی نیک رات　　مجے گفت گو تھام نے دل سنگات

خیالاں عجب فوج در فوج تھے — سمندر یو موجاں کے در موج تھے
خیالات کا باغ پُر بار تھا — کہ جس باغ کوں انت نا پار تھا
اتھا خوش خیالاں سوں دل باغ باغ — کھلے تھے معانی کے گل جیوں چراغ
جو کچھ طبع تے لیائے او گل سوال — کہے دل نے مج کھول بھی قیل و قال
سو القصہ اس ٹھار نیڑی تھی بات — کہ اس جگ میں کس کوں ہے دائم حیات
کیا دل نے روشن مرا انجمن — سو اس دھات سوں خوش بیاں کر سخن
کہ مدام جینے کی تیری برات — نہیں لکھ دئے آج لگ کس ہات
ولیکن ہے اوس کے عوض کام ایک — سو دنیاں میں باقی رہنا نام نیک
نہیں جگ میں جینا کسے پایہ دار — مگر او کہ جس تے رہے یادگار
رھنا ناؤں باقی بڑا کام ہے — جو یاں ہیں جو کئی جگ میں گمنام ہے
سدا زندگانی اسے ہے شرف — جو دنیاں میں اس تے رہے یک خلف
کہ اس بعد روشن کرے انجمن — خلف خوب روشن ہے سو خوش سخن
جو بولے ہیں یوں عارفاں سلف — کہ ہے شعر بہتر سوں بہتر خلف
اگر تجھ تے کچھ نا رہے یادگار — تو جینا نہ جینا ترا ایک سار
سزاوار یو کام ہے تجھ اپناں — کہ روشن کرے یوں سخن کا جمال

اپس فکر کے جلوہ گر کر رتن — امر لک رتن سو سخن ہے سخن
معانی کی در جک اپنا کھول تو — سو یک قصہ خوب اب بول توں
کہا طبع سوں دل نے یو بات جب — ہوا مج طبیعت کوں یک جوش تب
کیا وا اِن تے میں فکر اس بات میں — کہوں کون قصہ سو کس دھات میں
چھوڑوں کس قصہ کے ترانے کوں میں — تیروں کس حکایت کے دریا کوں میں
جو کس من موہن کی حکایت کہوں — سو کس گلبدن کی روایت کہوں
سو کس زلف محبوب کوں میں سنوار — دلاں عاشقاں کے کروں بیقرار
سو کس برہ کی آگ سلگا شتاب — کروں میں فراقی دلاں کوں کباب
سو کس وصل کی میں کھلاؤں گلاں — کروں جوں چمن عاشقاں کے دلاں
چلایا پھر افکر کا میں ترنگ — کہ جھگڑے کے قصہ طرف یک لنگ
سو کس قصہ رمز کا رک سپر — چلاؤں قلم پر کشش تیز کر
سو کس شہ کے جھگڑے کے میدان تے — کروں نیزہ بازی مری گیان تے
سو او پادشاہاں جو تیغ زن — سو او پہلواناں تھے جو صف شکن
ہر یک شیر افگن ہر یک شیر گیر — ہر یک صاحب نیزہ و گرز و تیر
جو ترک اجل سٹ فنا کا کمند — کمند فنا میں کیا ان کوں بند

سوان کوں بیاں کا یو امرت پلا حیات ابد سوں اجاؤں ہلا
سوا تنے میں ملہم نے مجہ دل بھتر کہایں کیتا ہوں سو یو نظم کر
نہ کر خیال محبوب کے حال پر سیہ زلف ہور گال کے لعل پر
نہ بزمیں نہ بربط نہ چنگ و رباب نہ بردف نہ بربای نقل و کباب
نہ براسپ میداں و تیغ و تفنگ نہ بر نیزہ و گرز و تیر و خدنگ

کہ پیارے نبی کی روایت ہے یو نہ دیواں پریاں کی حکایت ہے یو
نہ یو دند دستاں منقول ہے جو یو رند رنداں میں مقبول ہے
کہ ہے جنس سوں جنس او نا روا ہماں سوں ہماں ہور کوے سوں کوا
یو قصہ عجب پاک ہے دل پذیر ۳۶۰ جو پاکاں کہے ہیں جسے بے نظیر
تماشا ہے اس میں عجب سربسر جو روشن کریں عاشقاں کی نظر
عجب صنعتاں اس میں ہیں آشکار دسے قدرتک کہ پروردگار
جو اول نسیم انصاری او پر گھڑیا کیوں یہ قصہ عجب سخت تر
سو کس کس ملایا میں بیٹھے انو بھی کس دھا ایس گھر کوں انبڑے
توں آ اوس حکایت اپر عزم کر نہ بندیا کنے دُر سوں نوں نظم کر

ہوا جب یو الہام مج آشکار یہی پاک قصہ کیا اختیار
اسے فارسی بولنا شوق تھا ولے کئی عزیزاں کوں یو ذوق تھا
کہ دکھنی زباں سوں اسے بولنا جو سیپی تے موتی نمن رولنا
اچھے سائن گرچہ مو سیپی میں دُر یو سیپیاں ہیں سائیں کے قطریاں سوں پُر
رکھیا کم سہنسکرت کے اس میں بول ادک بولنے تے رکھیا ہوا مول
جسے فارسی کا نہ کچہ گیان ہے سو دکھنی زباں ان کوں آسان ہے
سو اس میں سہنسکرت کا ہے مراد کیا اسنے آسان گی کا سواد
کیا اوس تے دکھنی میں آسان کر جو ظاہر دسیں اسمیں کئی کئی ہنر
ہنرمندگی اسمیں ہے بے حساب کہ تا پندگیراں کوں ہووے ثواب
توں رکہ کان ناصح کے اقوال پر نہ کر خیال توں اس کے احوال پر
جو کئے ہیں بزرگاں نے یو پند نیک کہ گر کاند پر پید ہے تو بی سیک
اگرچہ خطا ہے تو مجہ توں سنبھال کہ یاں سب خطا بے خطا ذو الجلال
سو ہوتا ہے نسیان انساں کوں جو انساں مرکب ہے نسیان سوں
نکو کر توں نسیاں پر مجہ نظر کہ بکنا ہے شکر برابر کنکر
اگر یک سخن خوش لگے جیوں نبات تو لکڑی کوں لے مول نابات سات

اگر یک گہر مجہ دسے بے بدل — جتن کر توں رشتے کوں گوہر بدل
توں یک بیت ابرال جو ہووے شاد — توں البتہ رحمت سوں کر مجہ کوں یاد
کہ اول کے لوگاں بھی اے مرد نیک — سو گذریاں پو رحمت خوب دیک
وہی چال چلنا توں کر اختیار — جو رہیگا ترا ناؤں پر یادگار
سو نیکاں تے ہے مجہ کوں امید نیک — جو کرنا قبول اس رسالے کوں دیک
اتھا اگرچہ قصہ میں اس اختلاف — صحی کر کو بولیا ہوں میں بے خلاف
دیا اس رسالے کوں میں سعی کر — سو ترتیب بارا مقامات پر
ہزار ایک پر سال پنجاہ و پنج — ہوئے تب ہوا پر جواہر یو گنج
منگوں تجہ تے اے خالق خیر و شر — جو توں اس رسالے کوں مقبول کر
خرد کے سورج کوں مر تاب دے — بچن کے گہر کوں مر آب دے
خطا تے زباں کو مری رک نگاہ — سخن کے خزانے پو کر بادشاہ
معانی کے گل اس چمن میں کھلا — دلاں کیاں سدا بلبلاں بولا
ترے فیض رحمت سوں پربار کر — عنایت سوں اس گل کوں گلزار کر
ترا فضل اسے تاج تارک اچھو — سو خواندگاں پر مبارک اچھو
اگر کوی پڑے اس کوں صاحب بدل — توں حار واں کر توں اکی سکل

اگر کوی بد فال دیکھے اسے — توں کر نیک فالی روزی اسے
اگر کوئی فراقی پڑے بانیاز — ملا اس کے بچھڑے کوں اکار ساز
اگر ناتواں کئی پڑے گا اسے — کر اپنے کرم سوں توانا اسے
توں کر مستجاب اس دعا کوں تمام — بحق محمد علیہ السلام
لکھوں اب یو قصہ مری گیان تے — طلب مجہ تے توفیق سبحان تے
ایتا ساقی لیا جام او زرنگار — جو تا ناچڑے طبع کے سر نگار
پلا بھر کو ہر دور وہ صاف جام — جو کی ایک جمشید اسکے غلام
قلم اب توں اے قصۂ بے نظیر — شتابی سوں لک مختصر دل پذیر
نہ کوتہ مطول نہ نزدیک دور — کہ اوسط کوں بولے ہیں خیر الامور
حکایت کے گل باغ کا باغباں — گندیا ہے یو گل دستۂ داستاں
سو یک دن ہو سوار حضرت عمر — سو کر فجر کا فرض منبر اوپر
کیے ابتدا وعظ سب خاص و عام — لگے بولنے شرع کی حد تمام
ملے تھے انو پاس یاراں سکل — جو ایسے میں یک زن وہاں آ دی چل
پوچھی تب کہ حضرت عمر کاں ہیں یاں — کہ محتاج ہو بہوت ہیں ناتواں
انو سوں مجھے آج یک کام ہے — جو یک بہوت مشکل مرا کام ہے

عمرؓ کی طرف سب اشارت کئے — اسے اس خبر سوں بشارت دئے
نزاں آ انو سامنے کر سلام — کری عرض احوال اپنا تمام
کہی مجہ اوپر ہوئے ہے سخت حال — مرا مرد غائب ہوا چار سال
نجانوں جو غائب ہوا ہے کدھر — مجے نیں ہے معلوم اس کی خبر
نہ کھانے کوں کچ قوت ہے مجہ — جو طاعت کوں قوت اچھے مجہ منے
جو اس کا ادا مجہ اوپر فرض ہے — مرے پر تیتے سال کا قرض ہے
صبوری نہ سہہ بھار گھر سوں نکل — تمن پاس اس غم بدل آئی چل
کداں لگ مری عمر کوں ہن پھروں — رضا ہوے تو عقد دسرا کروں
عمرؓ سن یو فرمائے بھی تین سال — صبوری پکڑ توں اپس کوں سنبھال
جو دیکھوں قضا کی رضا کیا ہے یاں — تجے ہیں رضا دیونگا بعد ازاں
کہی میں ہوں مفلس نہ دھرتی ہوں مال — جو تا میں صبوری کروں تین سال
سو حضرت عمرؓ یو سنے بعد ازاں — برس تین کا اس دئے آب و نان
ہوے جب برس تین اسکے تمام — کری آ کو حضرت عمرؓ کوں سلام
کہی تیں نے باں کھول کر با ادب — کہ ادخرچ تھا سو ہوا خرچ سب
پریشان ہوں باٹ دکھلاؤ مجہ — اپتا کیا ہے رخصت سو فرماؤ مجہ

کہے چار مہنے اپنا صبر دھر بزاں میں تجے دیونگا عقد کر
سو یوں بول حضرت عمر بعد ازاں دئے چار مہینے کا اس آب و نان
ہوے چار مہنے جب اسکے تمام کہی آ عمر کوں کہ اے نیک نام
تمے جو دئے سو ہوا خرچ سب مجے کیا رضا ہے سو فرماؤ اب
یو سن بات اس وقت حضرت عمر کہے کر کو مجلس طرف کر نظر
کہ ہے عقد کرنے کی حاجت کسے اپنا میں دیونگا نکاح کر اسے
کہے جب یو حضرت عمر بعد ازاں اسی پاک مجلس میں یک جواں
جو خوش شکل تھا ہور شیریں زباں جو او تھا عجب صورت نیک شاں
کہا مجہ نہ عورت نہ فرزند ہے سو اس غم تے مجہ دل اوپر بند ہے
رضا پانوں اس بارگہ تے اگر ایس پاس اسکوں رکھوں عقد کر
ہوا جب یو حضرت عمر پر ضرور کئے عقد اس کا ایس کے حضور
ہوا عقد بعد از چلیا مرد شاب اسے لے کوں اس کیچہ گھر کوں شتاب
خوشی سات ایس گھر منے آئے جب کئے شکر سبحان کا بہوت تب
سو کر مرد پرہیز اس نیک رات کہا یوں محبت سوں عورت سنگات
جمعہ رات ہے رات طاعت کی ہے جو یو رات حق کی عبادت کی ہے

جو بندے کی خوبی ہے اس بات میں — جو چالاک اچھے او عبادات میں
اپس نفس کے کام سب پائمال — دھریں ہور کریں طاعت ذوالجلال
ہمیں ہور تمیں آج کی رات میں — کریں شغل اپنا عبادات میں
کہی بہوت خوبی کی یو بات ہے — جو حق سات اچھنے کی یو رات ہے
تب اس وقت او مرد وضو ساز کر — خدا کی عبادت میں باندیا کمر
او عورت بھی حجرے تے آئی نکل — انگن میں وضو کرنے بیٹھی بدل
کہ ناگاہ یک شخص جن کے نمن — کھڑے ہور ہیا آ کو اسکے انگن
نہ تھا کچھ بجز پاک پوشاک اسے — ضعیفی سوں تن بال اسکا دسے
لنبے پن سوں نک وسکے ہاتاں پگ — سو پنجے تھی فیلاں نمن سر بسر
نہ باقی تھا اس میں کچھ روپ و رنگ — بندیا میل سوں سکے ادرپن یوز نگ
ہوا تھا یتا شکل سوں بے نشان — جو دیکھت اجل اس سکے نا پچھان
کری جب او عورت یکایک نظر — پڑی ڈر کو لاحول اسے بھیج کر
کہی کون ہے توں جو آیا ہے یاں — کہ تجھ میں نشانیاں ہیں سب دیو کیاں
کہا گھر یو دایم مرا ٹھانوں ہے — تمیم انصاری مرا نانوں ہے
اپس زن کا او نانوں لینے لگیا — نشانیاں اپس کیاں سو دینے لگیا

کہی کاں ہے یو بات مجہ ہے گماں　　کہ جناں بی دیتے اپس کوں نشاں
سچی جن اہے توں نہ انسان ہے　　نہ انسان کی تجہ میں کچہ شان ہے
ہوے چار مہنے برس سات پر　　نجانوں جو غائب ہوا ہے کدھر
مجے نیں خبر او جیا یا موا　　توں کاں سوں تمیم انصاری ہوا
کہا میں تمیم انصاری ہوں جان　　ہوا تھا سو غائب وہی ہوں پچھان
یو سن رد بدل بھار نکلیا جوان　　ملے سب محلے کے لوگاں بھی واں
کہے کون ہے ہاں ادھی رات کوں　　جو اس بھانت یو بات کرتا ہے توں
سیاست عمر کی تجے نیں سمج　　کہ دعوا توں کرتا ہے اسدھات کج
جو اس بات کا لے ہوا شور و شر　　اپس میں اپی سب جنے فکر کر
سر انجام اس کام کا یوں کئے　　سو آخر کوں اس بات پر نہ دئے
کہ سب مل ہمیں آج کی رات یاں　　اچھو صبر سوں فجر لگ کم زباں
بزاں صبح کوں جاؤ سب مل نکل　　عمر سامنے منطفی کے بدل
ادب سوں بزاں سے رو بیک یک جدا　　جو ناگہ ہوا صبح کا ابتدا
ہوا رات میں صبح کاذب شروع　　کیا صبح کاذب میں صادق طلوع
چندر کر کو تاریاں کی تسبیح تمام　　چلیا بیگ تہجد کا بھور اسلام

سو مشرق کا قاضی وضو ساز کر ‏ ‏ پیٹھا حکم سوں محکمے کے اوپر
فلک ہو کو خوش واں سو ہنسنے لگیا ‏ ‏ جہاں کا چھپا راز دسنے لگیا
سب اوس وقت وانتے چلے سب نکل ‏ ‏ عمر سامنے اوس تقاضے بدل
کئے جا کو حضرت عمر کوں سلام ‏ ‏ کہے رات کا حال اپنا تمام
یو سن حال حضرت عمر سر بسر ‏ ‏ ایس میں تعجب سوں کے فکر کر
چلے لیکو ان کوں اپسکے سنگات ‏ ‏ کہے جا کو حضرت علی سوں یو بات
علی نے کہے راست یو بات ہے ‏ ‏ نبی مجہ کوں بولے سو یو بات ہے
کہ مجہ بعد کے دن کوں ہولگا عیاں ‏ ‏ تمیم انصاری کا یک قصہ بیاں
یقیں کر کہے تب عمر سر بسر ‏ ‏ کہ لَوْلَا عَلِيٌّ لَهَلَكَ الْعُمَر
تمیم انصاری نے یو سنکے بات ‏ ‏ علی شاہِ مرداں کوں مانگے حیات
بزاں شہ نے کر انکوں تعظیم سب ‏ ‏ ایس پاس حرمت سوں بسلا کے تب
کہے ابتدا سوں تمارے اوپر ‏ ‏ ہوا ہے سو قصہ کہو سر بسر
کہ تا جگ کے صفحے پو رہے یادگار ‏ ‏ تمارے تے یو قصہ نامدار
اپتا ساقی یو دور آغاز کر ‏ ‏ حریفاں کی آ بزم کا ساز کر
جو نا پا زمانے کے غم تے نجات ‏ ‏ کہ ہوں درد و غم دلکے یاراں سنگات

کیتک فیل سی شکل و صورت دھریں — کیتک اونٹ سی کاڑ گردن پھریں
کیتک شکل میں گاو بھیڑیں ترنگ — کیتک دوب میں ریچھ تن میں پلنگ
کیتک اُن میں میموں سے کرد ریش — کتیاں کوں سنگاں سر پو جیکا و پیش
کیتک آدمی سے کریں سر اوپر — ولے دھڑ تلے کا دھریں جیوں گر
کتیاں کے سراں پو ہر سار شاخ — کتیاں کے شکم فیل جیسے فراخ
کیتک پیر صورت کیتک جیوں پلنگ — کیتک پیل تن شکل میں جیوں پلنگ
کیتک چال خر جنگ جیسی چلیں — کیتک ڈال پایاں من دل ملیں
کیتک سخت اندام جوں خوار دشت — اتھے سیس تے ناک تک سب درخت
بھی دیکھیا کیتک خلق انبھی عجب — کہ تقریر میں نا کہیا جا سب
کتیاں کی جو صورت کا بولوں بیاں — جو کچھ تھا امر سو و بالعکس واں
بھی جاگے کا اس میں کروں کیا بچار — کہ یک تل برابر نہ تھا دا ہموار
سو کئی اژدہا ہور کئی پاڑ تھے — سو ہر طرح کے گوں کے غار تھے
سکل بھویں جو دستی اتھی چار کے — جتے خار اس خنجراں سار کے
ادک محنت و درد سو بے حساب — اباداں بھی تھی او زمیں خراب
عجب او زمیں مجہ دسی ہولناک — کہ جس دیکھتے آدمی ہوئے ہلاک

نہ اس خلق میں آدمیت کی باس — نہ اوس میں یو کچھ حال چلنے کی آس

جتا خلق واں کا سر انگیز تھا — او جاگا بھی ویسا چہ خوں ریز تھا

نہ دھرتا تھا کچھ شرف ہر طرف — کہ جاگے کوں ہے آدمیاں سوں شرف

نہ اچھتے انوں میں خوش سخنی کے فن — خوش سخنی میں ویسی نہ کرتے وطن

دو جگ میں دو ہی منزلاں تھی تے دیک — بوریاں کوں برا ہور نیکاں کوں نیک

پریاں کوں جو کچھ واں کیا تھا سجان — تمیم انصاری کہے یوں بیان

انا ساقی او لیا شراب کہن — جو شیشے میں ہے جو پری کے نمن

کہ تا او پری کر حریفاں کوں مست — سدا دیو کوں غم کے دیوے شکست

چلاتا ہے مجہ طبع کا شہسوار — ترنگ یوں معانی کے میداں مجھار

کہ یوں شاہ سوں کھول بولے تمام — تمیم انصاری نے اول مقام

جو ایسی بلایاں کے آفات میں — ہیں بیٹھیا تھا جیو لے ہات میں

جو ایسے میں واں یک دھلار اٹھیا — جو بولے کہ یک دھرتے بار اچھوٹیا

دھلارا نہ تھا ابر سا کن عجب — کیا دشت ہور کوہ تاریک سب

اتھا مین پھلارے میں بیچارہ ہو — عجب ایک غوغا عجب ہائے ہو
مہابت سوں اس سو کی سر بسر — پڑیا وانکے سب خلق میں شور شر
ہوا کچہ ہوا پر بتا غلغلا — کہ سب اس زمیں پر پڑیا زلزلا
رہوا سی جتنے وانکے سب ٹھار تھا — کئے غل اپس میں اپیں ویں پکا
کہ یہ بیر پریکا آیا سپاہ — اپیتا پل میں سب کوں کریگا تباہ
پڑی جب مرے کان میں یوں خبر — لگیا دیکھنے میں ہو لکے اوپر
دیسا تب مجے اس پھلاری مجھار — پریاں کا کٹک تھا ایک حد تے بھا
ہوا پر سو پریاں کے بھار اچلے — کہ بولے کی دریا کی لہراں چلے
سپہ کوی ان کا تو نا من سکے — کہ باراں کے قطریاں کوں گن سکے
انن میں پری ایک سردار تھی — عجب خوبصورت رنگ دار تھی
سلح پوش تھیاں ہور شمشیر زن — دلاور اتھیاں ہور تھیاں صف شکن
دسی یوں سپہ دار ساریاں منے — کہ جوں چاند سرکار تاریاں منے
جو اس ران تل تھا عجب یک ترنگ — کہ اڑتے فلک پر نہ تھا اس درنگ
جتیاں جو سب ایکے اتھیاں آس پاس — کیاں تھیاں سپاہی گری کا لباس
سکل چھلائی منے بے نظیر — اتھیاں آہواں بلکہ او شیر گیر

دسے حسن میں شمع سی بے درنگ — اتھیاں تیغ کی شمع پر جوں پتنگ
کماں دار تھیاں ہور سلح پوش تھیاں — شجاعت منے جوش در جوش تھیاں
سکل نام و ناموس ہور ننگ جوئے — سکل کینہ خواہ ہور سکل جنگ جوئے
سکل ہات میں خنجراں آب دار — کمنداں سکل دوش پر تابدار
ہر یک پاس کئی تیغ براں اتھے — ہر یک پاس کئے تیر پراں اتھے
دکھت اُن کی فوجاں کا آداب سب — انھا یا علی میں عجب در عجب
کہ اس میں سے سردار او شہ پری — جو تھی سب پریاں پر او سے سری
اپس کے کتیک لوگ لے مختصر — تلے آئی بھوین پر ہوا تے اوتر
کہی بہوت تسلیم سوں مجہ کوں بک — تمیم انصاری سلام علیک
بہوت پیار سوں بیٹ میرے سنگات — مروت سوں کی لے دلاسے کی بات
کہ یاں آئے سو کچہ نکو کھاؤ غم — اچھو بہوت خوشحال تم دمبدم
کہ سب لوگ اپنے تمیں پائینگے — اپس گھر کوں بھی پھر کو تم جائینگے
کتیک وقت اس دھات سوں مجہ کنے — اتھی پیار سوں مجہ دلاسے منے
براں میں بھی تعظیم دے کر تمام — کہا او پری کوں علیک السلام
جو ایسے میں دیواں کا آیا سپاہ — توں بولے کہ یک ابر آیا سیاہ

نجانوں جو یو کاں تے آیا نکل		جو آئے مکوڑے زمیں تے نکل
بنی فوج پر فوج انکی چلی		جو اسکی دھمک سوں زمیں دل ملی
ہوا غل اُنن کا بنیا بیکراں		کہ جس غل سوں گرجن لگے ڈونگراں
انھا زشت دیواں کا اوں سردار ایک		کہ جلکر مرے جس کوں ابلیس دیک
بری شکل ہور قد مٹے کیا کہوں		لنبی بات ہوتی کہ کر چپ رہوں
مجھی دکھائے بھسم رکی انجیہ بر		سو پانی پیوے گھن کوں کھن راج کر
لنبا ہور چوڑا اتھا جوں پہاڑ		پہاڑاں کوں آسماں ہاتاں تے دیوا اکھاڑ
انتھا ہت میں اس آہنی گرز ایک		نہ او گرز تھا بلکہ البرز ایک
انتھا لشکر اس دیو کا بھانت بھانت		کدالیاں سی نک ہور تیشاں سے دانت
کتنیک خرس صورت کتنیک فیل سے		کتیک جوں سیاہی کتیک نیل سے
سکل بوم سے شوم دیدار کے		سکل نحس صورت زحل سار کے
جتے دیو اتے سحر فن اتھے		سلح پوش سکل کوہ الوند اتھے
ہر یک قد و قامت میں زن کھام تھا		ہر یک ہات میں گرز یک کھام تھا
کتنیک ہڈ مچھیاں کی لئے تھنے جدا		کہ پیلا نکے ہڈ جن تے بھانی سدا
ہر یک ہات میں کہکشاں سی کماں		ہر یک پاس محور ستی تیر رواں

لئے تھے کتیک بیچہ تے جھاڑ اکھاڑ — لئے تھے کتیک سیس اوپر پہاڑ
دکھت او پری او کتک بھار سب — چلی اوس پو لے فوج فی الحال تب
ا سو کرنے کوں دیواں اوپر مار مار — چلیا دل پریاں کا ہزاراں ہزار
پریاں کے ترنگ جب ہوا تے اوٹھے — کہے توں گگن تے شہاباں چھوٹے
ہوا پر سوں پریاں کیاں فوجاں چلیاں — توں بولو کہ دریا کیاں موجاں چلیاں
چلیاں اس طرف تے بھی پریاں جن — کتک بھار دیواں کا بادل منن
بجے جب دھما دھم ترنگاں نل — سرک لوک دیکھے جو یو کیا ہے غل
سو دیواں پریاں مل زمیں پر دو رنگ — دسے شا سو جوں شفق مل دو رنگ
ہویاں رو برو جب صفاں بیشمار — ہتیاراں سنبھالے سو مارے ہنکار
اچائے ترنگاں کوں دے بے فسوس — گگن ہور ہیا گرد سوں آبنوس
غصے سوں پڑے یک پو یک نسر — پری دیو پر دیو پریاں اوپر
جو سینے تے کینہ اپس سارنے — لگے یک پو یک بے جگر مارنے
چلائے جو تیراں اپس مان پر — پہاڑاں کوں پھوڑ توڑے جان کر
ہوے کچھ ہوا پر تے تیر ڈاٹ — جو پڑنے کوں ہوئی دھوپ پر تنگ باٹ
دسیں لہو سوں یوں لال تیراں کے بھال — کہ تنبول کھائیں جو جیب لال

لہو کے دسیں لہو میں یوں سب گھر — کہ جوں بیر بہوٹیاں ہیں سبزی پر
دسے لہو بھری تیغ کی دھاتوں یوں — کہ پتلی ادھر پان کھائے سوں جیوں
اپس میں اپے سخت رج سوں لڑے — ہزاراں سوں زہر از جل نل پڑے
ہما ہم سوں وا ایک دھما دھم ہوا — ہوا پر دھلار ایکا ایک گھم ہوا
او دھمسان تھا اس وضع سر بسر — کہ بھیمسین ساواں پڑیا بے خبر
نظر تاب نالیائی او بھار دیک — اجل بی وجل ہوئی او مار دیک
دساسے کئی دیو اسیں پڑے — کدھیں رام لچھمن بھی یوں نیں لڑے
کتیک وقت ایسا کڑا کڑ ہوا — جو سینہ منگل کا دہڑا دھڑ ہوا
او دیواں اگرچہ زبردست تھے — ولیکن پریاں کے انگے پست تھے
ادھر تے ادھر ہور ادھر تے ادھر — پریاں جائیں دیواں کی صف چیر کر
پریاں یوں جلیاں یوں میں ہر سخن — کہ ٹک ابر میں جلد بجلیاں منن
پری آپڑی دیو پر یوں شتاب — کہ دیواں پو پڑتا ہے جوں آک شہاب
دسی سب پریاں پیر دیواں میں یوں — ستارے رین کے اندھارے میں جوں
سو کئی دیو ہر یک پری بے درنگ — کریں قتل یک شمع جوں کئی پتنگ
یکایک پکے پان سے سب جھڑے — جتے سرکشاں سرکشاں ہو پڑے

پڑے یک پو یک رن میں گئی ٹھاٹ توں لے بو سٹے تاڑ کے جھاڑ کاٹ
انھیاں سب پریاں جوں اگن سوز تاب کیاں راکھ اس کوں لیساں کو شتاب
لہو سوں ان کے ہوا بے درنگ جنھا دشت مخمل نمن سرخ رنگ
سکل لہو سوں انکے کیا بے گماں دھرے لعل سوں سب گگن ارغواں
ہوا جب ادک لہو کے دریا کوں جوش موئے سو چلے جو پچھیاں زرہ پوش
پریاں جوش میں آ ابلنے لگیاں سو دیواں کوں سارے کھندلنے لگیاں
لگیاں جب پریاں اس وضع مارنے تو عاجز ہو دیواں کے سردار نے
چلیا ٹھانٹ پریاں کے موتے نکل پڑی جیو کی اسکوں اسکے کبل
نکر سک کیا لت کوں سب پیٹ او ہزیمت کوں سمجھیا غنیمت اونے
ہوا فتح پریاں کوں دیواں پو یوں رین پر اچھے صبح کوں فتح جوں
دیکھت روز اس صبح کے سین کا گیا بھاگ کر او کتک رین کا
پریاں انپو غالب ہویاں سر بسر کہ جم صفا غالب ہے دردی اوپر
پریاں کوں ہوا فتح دیواں پو جب پری بھر کو بولی اشارت سوں تب
کہی بیر پری کن نہیں اب اتیال انو کوں لیجا کر ملاو سنبھال
ہوا سار جس وقت او بیں ترنگ ہوا پر معلق چلیا بے درنگ

میں گھوڑے پو ہور اوپر یاں مجہ سنگات　　چلیا یوں یونچہ لیکر کیتیک دین رات
جو یک دن پریاں او مجے باد آ　　لگیاں پوچھنے آزمانے کوں سب
کہ تمناں کوں معلوم ہے کچہ یو حال　　جو کاں تھے تمیں ہور کاں ہیں ابتیاں
دیا جاب میں انکوں یوں سربسر　　کہ وَاللّٰهُ اَعْلَمْ مجے نیں خبر
کہ آیا ہوں کاں ہور جاتا ہوں کال　　یو مشکل ہوا نیں ہے مجپر عیاں
دیا جا میں جب انوں کوں تمام　　کیاں او پریاں مجکوں اے نیک نام
انتھے نو طبق پانچویں کے بھتر　　اپتا ہیں جو دسرے طبق کے اوپر
یو سن بات اپس دلمیں کریوں بچار　　کدی خوش اتھا ہور کدی زار زار
کر اپنا وطن یاد رونے لگیا　　اپس مک کوں انجواں سوں دہونے لگیا
کیاں کچہ نہ غم کھا توں اس بات سوں　　کہ پونچوگے تم گھر کوں خوش حال سوں
دلاسے سو یوں بول شیریں کلام　　بھروسا دیاں دل کوں میر تمام
بزاں وانتے چند روز میں سیر کر　　سو لیایاں مجے پیر پری گھر
میں آیا سو سن بہار او آئی بیگ　　مرا نانوں لیکے سلام علیک
سو حرمت کیاں شرطاں بجا لیا تمام　　کہا میں بی اسکوں علیک السلام
بزاں مجہ کوں پوچھی کہ اے نیک　　رسول خدا ہیں جہاں میں حیات

کہا یں تب اسکوں یے انیک نام ہوی رحمتِ حق علیہ السلام
خبر سن کو تب او اٹھی آہ مار کری تن پو کسوت اپس تار تار
ادک درد ہور غم سوں رونے لگی سو پلکھاں کوں موتی پرونے لگی
لگی چابنے ہات کی پیٹ تب زر بینا اپس کا سٹی کاڑ سب
سو اس درد ہور غم سوں مدہوش ہو پڑی تھی کتیک وقت بیہوش ہو
بھی آخر کتیک وقت کوں ہو ہوشیار مرا نانوں لے مجکوں پوچھی پکار
کہ تم سچ کہو مجہ سنی ایک بات اس انکھیاں سوں دیکھے ہیں او پاک ذات
کیا ہوے دیکھیاں ہو اس ذات کوں کہا ہاں بھی بوسہ دیا ہوں سو اس ہات کوں
یو سن دیکو بوسہ مجہ انکھیاں اوپر پچلی لے کو عزت سوں گھر کے بھتر
بزاں اپنے فرزند کوں لیا اوپری سو اس دھات سوں شرط مجہ سوں کری
کہ مصحف پڑاونگے اسکوں اگر تمن گھر کوں میں دیونگی بھیجکر
جو کچ علم ہے ہور جو کچ دین ہے سو قرآن میں سب و تلقین ہے
یو فرزند اپنا سمجہ کر یقیں سکاؤ سو سب اس کوں تم علم دیں
کہ بے علم کوں دین کی نیں خبر سو بے علم حیوان تے ہے بتر
کہ پُر حوصلہ جاں ہے سردار ہے کہ بے حوصلہ جاں ہے واں خوار ہے

شرف پائے ہیں علم سوں سروراں — جو ہے علم میراث پیغمبراں
دنیاں میں جو کئی علم پایا نہیں — سو دنیاں میں گویا او آیا نہیں
دیکھیا اس میں جس وقت اس صفت سوز — دیا اس کوں تعلیم میں چند روز
سکھایا میں جب اسکوں مصحف تمام — ہوئی بہوت خوشحال او نیک نام
ایس بارگہ میں بولا لوگ سب — کری خسروی جشن کا حکم تب
بچھا جا بجا خسروانی بساط — منور کئے بزم عیش و نشاط
سنوارے محلاں سوں یک یک تمام — بچھائے سو زربفت یک دھر تمام
مکلل مرصع عجب ایک تخت — دھرے لیا کے تا آئے او نیک بخت
مربع انھا شکل میں با جمال — سلیماں کی انگشتری کی مثال
جتے عیش و عشرت کے اسباب سب — مہیا ہوے میزبانی میں تب
بزاں تخت ابر آئی او نیک نام — پریاں فوج پر فوج کیاں اس سلام
بلا کر بزاں مجکوں لے مان سوں — نوازی ایس لطف احسان سوں
جو کئی جو اتھے سردار امیر و وزیر — منگا سب کوں دے خلعتاں بے نظیر
سکل روز مجلس رکھی گرم گرم — چلیا سور جب غرب کوں برہم بزم
گگن پر چندر بیر پری کی مثال — کیا جشن کا سر تے تازہ خیال

ستاریاں کے ساقی سو بھرنے لگے   گگن پر سکل جوش کرنے لگے
بندی ساز زہرہ اپس ساز کوں   الاپی خوش آواز گی ناز سوں
بزاں اوپری جشن کا کر خیال   کری پھر کو مجلس کوں صاحب جمال
ہوے جشن کے مستعدی تمام   کیاں آ کو زفاص سب مل تمام
ہر یک نور میں حور پر طعنہ زن   ہر یک چاند تے صاف نرمل بدن
دسیں شعلۂ نور سیاں او پریاں   ولے بھیاں لطافت کیاں پانی بھریاں
او ناریاں گر نور میں نار تھیاں   ولیکن براہیم کا گلزار تھیاں
ادھر دور ہر یک برگ گل دھرے   ولے کاں ہے گل برگ شکر بھرے
دسن مست انکی ہری جاے پات   ولے کاں ہے ہریاں بھی آب حیات
دسے زلف انکی ہر یک گال پر   توں یو کہ سنبل ہے گل لال پر
دکھت چک چنچل شوخ انکے چرن   بھلی ایسی سب چنچلائی کے فن
دسیں یو جوانی سوں جوبن نول   امنگ آئے جوں جل تے کنول
کمر انکی شنر نے دیکھیا مگر   جو شرموں لیا تا اپس موں ابر
اتھیاں نور میں سو سیاں او پریاں   سکل سیس تے نک سوں چھند و بھریاں
جنیاں بولتیاں تھیاں مٹھیاں بولیاں   مٹھیا بولیاں ہور شکر گھولیاں

انھیاں سب مٹھائی سوں شاخ نبات ولے روح بخشی میں آب حیات
سکل نازکی میں اتھیاں جوں گلاں ایں گل انھیاں ہور ایں بلبلاں
ہر یک سحر کاری میں کئی دھاتن دھریں لاک میں لاف زہرا منن
ہر یک نازکی جوں کمر بال اتھی ارت بھاؤیں دُر من دھال اتھی
انھے ناچ میں را ہنر کئی زیبا کمینہ انھاواں اندر کا سبھا
کہا جاد من جتیاں نھیاں وتیاں اگر ہوئے دامن میں جلتیاں بتیاں
سکل ناچنے جلد باندیاں کمر انھیاں نار پستاں اتھیاں نیشکر
کیا مست اِک جلد و ناز سوں ،، بھریاں رنگ رنگاں کے آواز سوں
سو اُس رس بھریاں کی گلے رس بھرے ملک کان رس سُن الیس سُدھری
گگن دیکھنے جشن یو سب رین کیا تھا اپس تن پو تارے نین
کئے لس تے دس تاس جب سر بسر ہوا نیند کا مجہ نین میں گذر
اسی نیند میں دیک اٹھیا ایک خواب سینہ ٹک تے خالی نین پر زآب
ہوا خواب میں دیک کر بے قرار سورو لگیا دُکھ سوں میں زار زار
مر اسن کو رونا کہی مجہ شتاب جو روتے ہیں کے مجکوں دیو جواب
کہا نیند سوں ہو کو بے تاب میں سنا ٹک جو دیکھیا اتیا خواب میں

کہ سب اپنے فرزند اے نیک ذات اَدک مہربانی سوں لے اپنے ہات
مدینہ میں خوش حال پھرتا ہوں میں سو روضہ کا طواف کرتا ہوں میں
سو ایسے میں اس خواب تے میں ہشیار سو روتا ہوا اُس شوق سوں زار زار
یو سن کے چلی مجکوں لے پیار کر اجالے میں تے یک اندھارے بھتر
نہ ویسا اندھارا کسی رات میں اچھے رات کیا بلکہ ظلمات میں
اندھارے میں اس سور اگر جائیگا تو البتہ واں راہ نا پائے گا
سو ایسے اندھارے کوں سب سیر کر مجے لیائے یک سین صحرا اوپر
جو باغِ ارم سا اتھا سبز رنگ گگن اس فراخی انگے بہوت تنگ
کف دست سا صاف میدان تھا ہر یک ٹھار مرغاں کا الحان تھا
اتھا یک گنبد صاف میدان میں کلس جس بلندی سوں اسمان میں
کہ فولاد تیوں محکم و سخت تر کہ طوفاں کا جس بوج نیں ہے گذر
گر اسپر منگے وہم ہونیکوں سار تو چڑنے کوں کئی ٹھار پکڑے اُدھا
کرے یک نظر گمبد اوپر اں جب پڑے کھل الس تے اپیں قفل تب
دیکھیا اس میں تھا ناکوں لوا کے ہات بند تھے طوق کے زنجیر سنگات
ہر یک قد و قامت میں دو نگر مثال طبیعت میں جوں اژدہا بد خصال

سکل شوخ و بے شرم و بے باک تھے — حرامی او دیو ذات ناپاک تھے
نین انکے چشمے دسیں لھو پڑے — فرشتے بی دیکھے تو انکوں ڈرے
بتے تند ہور خشم میں تھے شتاب — کہ بے فکر گر آئے ان پر شہاب
اسی میں اتھا ایک زنداں جدا — جو باندے تھے یک دیوکوں واں سدا
درازی میں یک فیل جوں رود نیل — جسے رنگ تھا نیل قد پانچ پیل
مکہ اسکا اندھار رین تے سیاہ — ادک تن اتھا زور ریک سپاہ
جنیاں میں ادک جلد چالاک تھا — کہ جس تے بلایاں کوں سب دھاک تھا
سو اس دیوکوں واں تے اوپر پری ۳۰، کھلا کر منگائی اپس کن سری
کہی اس رے دیو سر کش حروں — نہ تھی چھوڑتی تجہ و لے کیا کروں
تجے چھوڑتی ہوں تو ان کے سبب — نہیں تو تجے چھوڑنا تھا عجب
انوکوں لیجاکر مدینہ بھتر — خوشی سوں توں انپر کہ جا گھر کے دھر
کر اس بھوت تاکید اس بات کا — دلاسا کری مجکوں کئی دھات کا
نزاں یک سکامچہ دعا استوار — کری اسکے کھاندے پو مجکوں سوار
کتے ہیں دعا او جو سکلائے تھی — لکھیا ہوں سو اس ٹھار او آئی تھی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰھُمَّ یَا دَلِیْلَ الْمُتَحَیِّرِیْنَ وَیَا مُجِیْبَ دُعَاءَ الْمُضْطَرِّیْنَ وَیَا اَمَانَ الْخَائِفِیْنَ وَیَا ظَھِیْرَ اللَّاجِیْنَ وَیَا صَرِیْخَ الْمُسْتَصْرِخِیْنَ وَیَا جَارَ الْمُسْتَجِیْرِیْنَ وَیَا غِیَاثَ الْمُسْتَغِیْثِیْنَ وَیَا خَیْرَ النَّاصِرِیْنَ وَیَا اِلٰہَ الْعٰلَمِیْنَ وَیَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ وَبِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْثُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ فَرِّجْ عَنِّیْ مِمَّا اَنَا فِیْہِ فَاِنَّكَ تَعْلَمُ یَا کَافِیَ الْھَمِّ وَیَا کَاشِفَ الْغَمِّ یَا کَافِیْ کُلِّ شَیْءٍ اِکْفِنِیْ ھَمَّ کُلِّ شَیْءٍ وَاصْرِفْ عَنِّیْ شَرَّ کُلِّ شَیْءٍ اِنَّكَ قَادِرٌ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ وَنُوْرِ عَرْشِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا

مجے لیکو او دیو وا تے اوڑیا ۔ سو ہو کر دبار یک ہو ایں چڑیا
پلک کوں پلک لگ لگے نین تک ۔ اوڑیا لیکو او مجکوں آکاس لگ چڑھا

انتھا اس دعا کیچہ میں دھیان میں   جو آواز آیا مرے کان میں
فرشتے جو پڑتے تھے آواز سات   بھی تسبیح کرتے تھے او نیک ذات
سن آواز او دیو نے دھر امید   کھڑیا واں فرشتیاں کا لینے کوں بھید
دسیا سب فرشتیاں کو روشن الگ   کہ آیا ہے شوخی سوں او کھم تلک
انو پاس یک آگ کا گرز تھا   نہ او گرز تھا بلکہ البرز تھا
دئے مار ایسا جہ یک مار میں   کہ جل کر پڑیا دیو اس مار میں
گیا او تو ناپاک دوزخ بھتر   ولے ہیں پڑیا پھر زمیں کے اوپر
پہ پچھاڑی ستی وس ہوا میں تباہ   دسیا مجہ زمیں تل جہاں سب سیاہ
گیا ہوش میرے تے میرا سکل   ولے بن قضا جیو نجاوے نکل
قضا باج کچہ کوی کرتا نہیں   قضا باج کیں کوی مرتا نہیں
انتھا اس دعا کا اثر سربسر   جو او آگ مجہ پر نہ کی تھی گذر
دعا کی برکت سوں سجان مج   سلامت رکھیا دیکو جیو دان مج
دعا بہوت مقبول سجان ہے   دعا سوں جتا مشکل آسان ہے
دعا سوں جتے اولیا پائے نور   دعا سوں ہوے ہیں خدا کے حضور
دعا ہے سبھی انبیاں کا حیات   دعا سوں چہ یونس نے پائی نجات

دعا کی لگے ہات کیلی جسے — دو عالم کے ہیں گنج حاصل او سے
کہ زنہار حاصل ہر یک مدعا — دعا ہے دعا ہے دعا ہے دعا
ایتا نوں نوا اے ساقی خوش خرام — پلا خوش صراحی سو بھر بھر کو جام
صراحی مدن روح کا ہے ہما — کہ دولت کوں یو مرغ ہے رہنما

مقام دوم

زباں کا اپنا کھول طاؤس پر — ہوا اس چمن بیچ یوں جلوہ گر
کہ یوں شہ سوں لیے بو نمیم انصار — ایس کے مقام دوم کوں سنوار
کہ میں اس پچھار سو مدہوش ہو — پڑیا تھا کتیک وقت بیہوش ہو
سو کئی وقت بعد از ہوا جب ہشیار — دکھیا اک بیاباں تھا بسیار
کہ جس گرد کئی لاک گاؤں نیں — سو جس ٹھانوں میں چھانو نکا ناوں نیں
نہ واں مرغ حیوان انسان تھے — نہ پریاں نہ دیواں نہ شیطان تھے
کدی آئے شیطان تو واں ڈرے — بکیلے پنے تے بھی واں جھل مرے
دیکھت اس بیاباں کوں سر بسر — نھکے وہم کے یار کے بال و پر
اتھا یا علی ہو سو گوار واں — نہ تھا جز خدا کوئی مجہ یار واں

دسیا او بیابان جب کال مج — کیا عرض سبحان سوں حال مج
کہ یارب اِبنا میں کدہر جانوں یا — مرے گھر طرف باٹ کیوں پانو یا
جو ایسے منے یا علی ناگہاں — ہوا پرتے یک مرغ آیا وہاں
کہ جس مرغ میں رنگ تھے کئی ہزار — بزرگی میں سیمرغ سا جثہ دار
کہ جنت کے مرغاں پو لاف اودھرے — ہر یک پر زباں کر کو دعویٰ کرے
سو مل سبز ہور سرخ پر ایک ٹھار — دسیں سبز ہور سرخ جوں نو بہار
جسے سبز منقار یاقوت رنگ — زمرد تے جس کوں اوک سبز چنگ
دیکھیا یا عجب صنعت سبحان نے — زمرد ہور یاقوت یک کھان مے
قضا کا قلم اس لکھیا تھا سنوار — دسیں جس میں کئی لاک نقش و نگار
مجے آکو او مرغ کنیا سلام — کہا کچ نکھا غم توں اے نیک نام
کہ آخر ترے گھر کوں توں جائیگا — ابس گھر کے توں لوگ سنگ پائیگا
ہوا میں عجب مرغ کے بول پر — نرہ سک پوچھیا اس باں کھول کر
جو کیوں توں ہمار من بولتا — سو موتی بچن کے بتے رولتا
کہا سن کہ اسحاق علیہ السلام — دعا کر کو مجہ کوں دئے یو مقام
کہ آوے اگر کوئی یا باٹ چوک — سو اسکوں لگے کچہ اچھے پیاس بھوک

کھلاؤں اسے ہور پلاؤں اسے — سو ملک وطن کی دکھاؤں اسے
انوں کی دعا حق اجابت کیا — تمن بات سی با مجہ کوں دیا
سو یوں بول لے مج اوڑیا جلد تر — اتاریا سو لیا ایک ڈونگرا اُپر
بلندی میں طمم رنگ میں جوں شفاف — کہ کوتہ دسے جس انگے کوہ قاف
انھاواں عجب سبز یک مرغزار — درختاں تھے کئی بھانت کے باردار
دسے سبز رنگ آسماں سی زمیں — ستاریاں سے اس میں گل یاسمیں
ہر یک کالوا جوں کہ جل سیم کا — ورق جدول سبز پر سیم کا
دسیں جل پو بارے نے اس دشت تھا موج — کہ چنچل کی جوں چک میں غمزیاں کی فوج
دسیں پیچ سنبل کے لالے میں یوں — عروساں کے رخسار پر زلف جوں
ہر یک پات پر بوند برسات کے — ہر یک شاخ پر مرغ کئی بھانت کے
جتے مرغ وانکے خوش آواز تھے — فرشتیاں سوں تسبیح میں ہمراز تھے
بچن آئینہ مرغ کے سینے تے صاف — صفائی میں ققنوس پر انکے لاف
انھا گرچہ لالے تمن دل میں داغ — دیکھت باغ مجہ دل ہوا باغ باغ
سوالقصہ اوس باغ میں آیا ہوں جب — خوشی سوں مبدل ہوا رنج سب
نپ او مرغ زیرک الیس مار پر — سو یک جھاڑ تے پھل لیا توڑ کر

/۵۷۸۱

جیسے رنگ رخسار خوباں تے لال · مٹھائی ہیں محبوب کے لب مثال
خنک تھا عجب وصل کے حال تے · ادک نرم معشوق کے گال تے
سو او پھل اُنے اپنی منقار سوں · کھلایا ادک لیا مجھے پیار سوں
اتھا اگر چہ او میوہ مختصر · ولے میں رہا سیر ہو سر بسر
عجب ہو کو پوچھیا میں اس مرغ کوں · کہ یک پھل تے کیوں مج کیا سیر توں
کہا سیر ہونا تو کیا ہے عجب · نہ ہرگز تجھے پیاس ہور بھوک اب
نہ لگ سی کبھی روز لگ اے جواں · اپنا پنٹ قبلے طرف ہو رواں
سو یوں بول آخر مجھے چھوڑ کر · ہوا مرغ پرّاں ہوا کے اوپر
گیا مرغ جب چھوڑ مجکوں نکل · رہیا میں وہاں یک تماشے بدل
جو ایسے میں آفتاب زریں برن · گیا مرغ کے آشیاں میں وطن
گیا روز کا باز جب چھوڑ باغ · گیا تب وطن رات کا آ کو زاغ
چلیا جگ تے خورشید صاحب جمال · ہوا اُٹھم پو روشن چندر کا ہلال
پھلی جب رین سب جو نقشے نمن · کھلے تب گگن کے چمن کے سمن
گگن پر نکل یوں ستارے بھرے · ہرے باغ میں جوں چراغاں دھرے
ہوا جب جگت رین تے نیل فام · کیا میں اسی باغ میں تب مقام

کیا یک پہر رین نے جب گذر — دکھیا ناگہاں ایک چشمے اوپر
کنیتک جھاڑ روشن ادک آبدار — ہر یک پات دیپک نمن جوت دار
ہر یک جھاڑ زینت میں طاؤس تھا — ہر یک پات جوں شمع فانوس تھا
زبرجد کے پاتاں اُپر با فراغ — پھرے بھی نگر گو ہر شب چراغ
یو دیکھت عجب روشنی بے بدل — چلیا واں کے میں اس تماشے بدل
گیا جس وقت اس درختاں کنے — تعجب سوں کچھ سد نہ رہی مجھ منے
دکھت صنعتاں پاک پروردگار — ہوی دل پو جج روشنی آشکار
جو ایسے میں واں میں سنیا یک سخن — یک آواز آیا جواناں نمن
شتابی سوں جا دیکھتا ہوں جج واں — نہ تھا آدمی ذات کا واں نشاں
مگر واں کنیتک جھاڑ تھے باردار — کہ پاتاں نے پھل جس اتھے بیشمار
کرے گرچہ او خوش ادایاں سب — ولے پات یک بھانت کے تھے عجب
مجے خوب شیریں ادا بھی کلی — ولے اس سمجنے سمج نا چلی
دکھت او تماشے عجب سر بسر — کیا حمد سبحاں کی صنعت اوپر
سبھی دیکھیا کنیتک واں تماشے عیاں — جو کہنے نہ آوی انو کا بیاں
جو ایسے میں واں خوش بھیا یک پونا — بھریا ہر طرف عطر مشک ختن

جو اس باس تے مست ہو سر بسر　　چلیا میں اسی باس کی کھوج پر
دکھیا میں کتیک جھاڑ وا بے بدل　　جو عنبر تے خوش باس دھر تے سکل
ٹیک تے تھے پاتاں تے اس بے حساب　　بنداں عطر کے جو معطر گلاب
نہ او باس کیں مشک عنبر منے　　نہ چندن نہ کیسر نہ پرمل منے
بھلا مرے دل کوں او باس جب　　رھیا صبح لگ میں اسی ٹھار تب
گگن جب بھریا صبح پر نور میں　　چھپیا مشک تاتار کافور میں
دیکھت شیر زریں کوں میداں پر　　پچھیا جلد بیش حمل نخاس کر
جو مشرق کا فراش زریں نکل　　اچایا بلوریں شمع داں سکل
کیا سو الپس روشنی جب عیاں　　کئے تب سفر رات کے روشناں
گگن پر سورج آشکارا ہوا　　پارس لگ کنچن سنگ خارا ہوا
جگت پر ہوا روز جب آشکار　　کیا ووں تچ تنہا سفر اختیار
گیا تھا جو او مرغ سکلا مجے　　سو قبلے طرف باٹ دکھلا مجے
اسی باٹ پر رک قدم استوار　　چلیا دھر کو امید پروردگار
نہ تھی یک چہل روز مج بھوک پیاس　　چلیا رات دن دھر وطن کا چچ آس
کتیک باٹ ہموار تھے ہور فراخ　　نہ واں خار و خس تھا نہ واں سنگلاخ

دور رستا درختاں سکل سایہ دار (رستہ) / دسے باٹ سر سبز جوں نو بہار

جتا دشت صحرا و نا باغ تھا / ولے مجکوں تنہائی کا داغ تھا

انھا بوستاں پر نہ تھے دوستاں / کہ زنداں ہے بے دوستاں بوستاں

نہ کس سات صحبت نہ کس سات بات / نہ تھا جز خدا کوئی میرے سنگات

نہ ہم جنس واں کوئی مجکوں ملے / چندر سور ہمراہ میرے چلے

چندر ہور سورج حال مجہ دیک کر / گلاوے جلاوے گگن کے اوپر

چلیا یو بچہ کئی روز لگ بیقرار / بجز حق کی رحمت نہ تھا مجہ اُدھار

اناساقی وہ دور آیا ہے خاص (یوں ہی) / پلا جام ہور غیر تے کر خلاص

قیامت کے ہولاں تے بے باک کر / صفائی تے اس دل کوں مجہ پاک کر

مقام سوم

توں رک کاں اے راست جو زباں / جو یوں ہی مجے یاد یو داستاں

جو بولے علی شاہ سوں یوں تمام / تمیم الضاری تے تیسرا مقام

جو کئی دن کوں وانتے ہوا مجہ گذر / یکایک آسے جو بیاباں اوپر

جو تھا سبز جس کوں جوں خشک سال / نہ پنکھی کوں پنکھ مارنے وال مجال

نہ واں قوت کوں جھاڑ یک سایہ دار نہ واں آب شیریں نہ واں مرغزار
اتھا سر بسر سخت دور و دراز قیامت کیے میدان ساجاں گداز
دو رستہ درختِ مغیلاں کھڑے سو کئی لک پھٹنے ہور کئی لک پڑے
اگر کئی دھریا نوں اس چھانوں پر چبے خار تے چھانوں و تیز تر
سکل دشت جوں دشت الماس تھا جھڑیا یک نے میرے رکت ماس تھا
دسیا نیں بجز خشک واں جل مجھے کری تشنگی بہوت بیکل مجھے
اتھا دشت بے آب ایسا عجب جو خضر آئے تو واں اچھے خشک لب
کبھی نت بیاباں پو باد سموم سو ہر ہر طرف غول کا تھا ہجوم
نظر جاں کیا ہو کو میں بے قرار دسے مجکوں غولاں ہزاراں ہزار
ہر یک غول میں کئی وضع رنگ و زیب ہر یک رنگ میں کئی ہزاراں فریب
ہر یک حسن ہور ناز میں بے نظیر چنچل انگے حد آہوئے شیر گیر
یکایک انوں میں تے یک بے بدل مجھے دیک کر آئی مجہ پاس چل
اوک پیار سوں مجہ پو او پیار ہو کہی یوں دلاسے سوں غم خوار ہو
کہ افسوس افسوس اے مرد نیک چلیا جیو میرا ترا حال دیک
سبب کیا کھڑیا نچہ پو اینگ بخت جو دیکھیا توں ایسا بیابان سخت

پڑیا کیوں ایسے ڈبے آب میں   سو ایسے بلایاں کے گرداب میں
ہوا اس بیاباں میں جس کا گذر   گیا جیو تے او سوس نا سوس کر
مرا دل ترے غم سوں ہے چاک چاک   کہ دستا ہے توں پیاس تے بی ہلاک
اگر ٹک جو میرے سنگات آئے گا   خلاصی توں اس پیاس تے پائیگا
ورنج نکو کر توں بیگی سوں چل   کہ یک جل بلاتی ہوں تجہ بے بدل
سو القصہ دکھلا کو یک مجہ سرآ   چلی یک طرف بیکو مجکوں شتاب
سو میں دل میں امید پانی کی دھر   چلیا اسکے ہمراہ چالاک تر
دیکھیا واں تلک جا کو میں جب شتاب   نہ تھا آب واں تھا مگر یک سراب
دغا سوں چلیا لا کری مجہ ہلاک   اتھی یک بلا کی سو تھولاک لاک
بزاں واں تے او دشمن بد گہر   نظر گھات کی رک مرے جیو اوپر
مبدل کری حسن اپنا سکل   اپس اصل رشتے سوں آئی نکل
پھرائی اپس شکل ہور بھیس کوں   کری رات اپس حسن کے دیس کوں
کہ جس شکل کوں دیک شیطاں ڈرے   اگر اھرمن ہوئے تو جھل مرے
ہر یک دانت خنجر منے تیز تر   سکل نک فرنگاں تے خوں ریز تر
دہن غار سا جیب جوں اژدھا   نہ ہو دیو جنگل تے اس کے رہا

اتھی کچ یتی زشت دو زشت تن — کہ زشتی ہیں اس نا بدا نا سخن
میں اس غول کے ہول تے بے درنگ — لگیا نھا نٹنے ہر طرف جوں خدنگ
لگی او بلا دوڑنے مجھ دنبال — عجب کچھ کھڑیا سخت مجھ پر او حال
نہ چھپنے کو جاگا نہ چلنے کوں تاب — نہ کہنے ہیں کچ آئے مجھ پر عذاب
ہوی جب مری طاق طاقت تمام — سوالقصہ آخرکوں اے نیک نام
سکیا سو دعا پیر پر ہی کے پاس ۸۹۰ ہیں پڑنے لگیا رک خلاصی کی آس
ہوا اس دعا کا اثر آشکار — ہوی او بلا غیب بے اختیار
پھر یا واں تے خوشحال آرام سوں — کتیک کوس میں جلد خوش کام سوں
ولے پیاس سوں بہوت تھا ناتواں — جو ایسے میں واں دورتے ناگہاں
دسیا یک کہستان میں مرغزار — ہوا پر تے مرغاں کتیک بیشمار
انتھا بہوت بے تاب پانی بدل — یو دیکھت گیا واں تلک بیگ چل
دیکھیا واں کتیک جھاڑ تھے بار دار — سو امرت کے چشمے بھرے ٹھار ٹھار
انتھا باغ یک دلکشا بے نظیر — ہر یک چشمہ لذت میں ہم شیر شیر
تناول کیا واں کتیک تو ڑ پھل — سو بک پیاس پانی پیا بے بدل
سو واں پا کو آرام جو دل منگے — توانا ہو کر بھی چلیا میں انگے

یکایک دیکھیا ایک صحرا منے ‏ جو یک کوہ غلطاں مرے سامنے
مہابت سوں آتا تھا یو شتاب ‏ جو اس دیک مجہ عقل نا لیا ئی تاب
نہ اسکوں اتھے دست و پا آشکار ‏ چلے بات ہمنا تے خوش راہ وار
عجب ہو کیا میں مرے دل سوں بات ‏ کہ چلتا ہے کیوں یو بجز پانوں ہات
مرے دل سوں مجہ کوں انہایو کلام ‏ جو اتنے میں او آ مجے کر سلام
کہا کچہ نکو ہونوں مجہ پر عجب ‏ سمج کر اچھے کچ نہیں ہے سبب
مرا نانوں توں دیک قرآں منے ‏ کہا دابۃ الارض سبحان نے
کہ جب ہوئے قایم قیامت کا روز ‏ جو اس روز کا بھی نہایت ہے سوز
زمیں شرق تے غرب تک پاک صاف ‏ کف دست ہوے گی بے خلاف
سرافیل کی ایک پھونکن منے ‏ او ٹھینگے اپس خواب تے سب جنے
اچھیگا تب اس وقت میدان میں ‏ ہر یک شخص آپی اپن دھیان میں
نہ ماں باپ کوں عار فرزند کا ‏ نہ خیشاں کوں کچہ یاد پیوند کا
سو نیزے کے خاص آفتاب آئیگا ‏ دکھینت تاب لوگاں کا سب جائیگا
ہر یک شخص کا تن جھمریگا الگ ‏ حرارت ستی خوے سینے تلک
موکل جہنم کے سب ڈھائینگے ‏ سو دوزخ کے میدان میں آئینگے

جتے منکراں دیک کر او سعیر — کہیں اِنَّ ھٰذَا الیومٌ عسیر
سو لیوینگے ذرّے ذرّے کا حساب — ہر یک کوں کہینگے کہ اِقرأ کتاب
عمل سب کے جو تولینگے میزان میں — کریگا خدا عدل او میدان میں
نہ اس عدل میں ظلم کی باس کچ — نہ کفار ظالم کوں واں آس کچ
مگر او جو کئی حق کی طاعت کیئے — سو اخلاص دل سوں عبادت کیئے
اچھینگے انو عرش کی چھانوں تل — سنوارینگے جنت کوں انکے بدل
جنوں کوں جو ایمان کا ہے شرف — سو او پائینگے باٹ جنت طرف
تب اس وقت یو پاک پروردگار — مجے اصل صورت سوں کر آشکار
سو یوں حکم فرمایگا مجہ اوپر — کہ مومن ہور کافریں توں فرق کر
کروں گا میں اس امر کا پا شرف — شقی یک طرف ہور سعید یک طرف
چلیں گے جہنم کوں سارے شقی — سو آوینگے جنت کوں سب متقی
جہنم میں آتش سوں کفار زشت — بہشتی ہو حوراں سوں اعلیٰ بہشت
مجے اس سبب حق نے پیدا کیا — مرا کام یو ہے خبر سنجہ دیا
کہاں میں بزاں ان کوں اے پاک ذات — مصیبت عجب مجہ پو ہے دین رات
ولے رنج و محنت سوں جاتا ہوں میں — ولے گھر کی مارگ نہ پاتا ہوں میں
رستہ

کہو مجہ اپتا کس طرف جاؤں یاں — مرے گھر طرف باٹ کیوں پاؤں یاں
یو سب سن کہا مجہ او صاحب شرف — کہ اب تب تم جاؤ قبلے طرف
چلیا وانتے قبلے طرف راہوار — ادک دل کوں رک حق سوں امیدوار
اپا ساقی آ دل کوں مجہ دے جلا — سو کشتی میں مجہ بھر کوں دریا پلا
مرد کی کشتی کی تختیاں کوں ساند — سو او زر کی کشتی کوں اوزار باند

مقام چہارم

طبیعت کے ملاح نے پھر کو ساز — چلاتا ہے یوں اس سمندر میں جہاز
کہ شہ سوں کئے اس وضع آشکار — مقام چہارم متیسم انصار
جو کئی دن چلیا بعد اس باٹ پر — پڑی ایک ڈونگر طرف مجہ نظر
جو خوش شکل تھا ہور خوش آواز تھا — سو کوہ طور سا جگ میں کم یاب تھا
جتے سنگ اس کے دسیں جلتے صاف — دھریں روشنائی میں جیوں ہر پولاف
سو اس کوہ الوند کے سیس پر — دسی ایک مسجد عجیب خوب تر
جھلکتی اتھی یوں ادک نور سوں — کف موسیٰ جیوں کہ کہ طور سوں
گیا دل میں خوش حال میں یو کو واں — کہ ہوئیگا مگر کوئی انسان واں

چلیا خوش ہو ڈونگر کے ایراں میں — گیا واں تے مسجد کے بھتراں میں
دکھیا اس میں یک عابد پیر مرد — جو تھا عشق تے گرم دنیا تے سرد
سو دنیا گری شہر کوں چھوڑ کر — قناعت کیا حرص کوں توڑ کر
ہوا ہور ہوس حرص کوں کر وداع — نہ تھا اسکے منظور جز قُلِ متاع
اتھا حق کے دیدار کا تشنہ لب — نہ تھا اس خدا باج دسرا طلب
انگے جا کو اس کوں کیا میں سلام — دیا جاب مجکوں علیکم سلام
کہا کیوں تو آیا ہے خشکی تے یاں — کہ خشکی میں جس چل سکے نا ہماں
نہ دیکھیا ہوں میں آج لگ تجہ بغیر ۹۵۰ کہ کرنا سکے کوی خشکی کا سیر
مگر جھاز دریا میں آتا ہے جب — مجے آدمی زاد دستے ہیں تب
پوچھا ان کوں میں یوں سنیا بعد ازاں — کہ چلتا ہے کیوں قوت تمنا کوں یاں
کہے جا توں بھتراں اس غار کے — ہزاراں صنعتاں دیک کرتار کے
گیا وانتے اس غار میں ہو قرار — دیکھیا باغ واں ایک پھولن پھلا
اپتے جھاڑ اوس ٹھار تھے تکڑ داٹ — کہ واں نا دسے وہم جانیکوں باٹ
درختاں صفت حق کی کرنے بیاں — کئے تھے ہر یک پات اپنی زباں
ہر یک جھاڑ کی شاخ میوا نے بھر — دھریں حق کے سجدے میں سر بھوئیں پر

بہتے بھوت چشمے اتھے اسمیں یوں　　کہ فرہاد کے چشم اچھنتے ہیں جیوں
سکل باغ میویاں تے پربار تھا　　بہتا آب ہور سبز ہر بھار تھا
کتیک تور میوے تناول کیا　　سو یک پاک چشمے میں پانی پیا
گئی مجہ تے کئی روز کی بھوک پیاس　　گیا سیر ہو پھر کو اس پیر پاس
کہا بیٹ اُن پاس میں باادب　　کہو کیوں تمارا ہے پوشاک اب
بیٹھ
کہے پیر یوں دو برس بعد آب　　جہاز ایک آتا ہے دریا میں یاں
سو میں دیک کشتی کوں دریا بھتر　　دُھنی ایک بھاتا ہوں اس کو اوپر
دیکھ　　دھوتی　　ڈالتا
دھواں دیک کر اہل کشتی شتاب　　گلیم ایک نادر ہور یک صوف بات
مرے واسطے لیکو آتے میں یاں　　مجے دے دعا لیکو جاتے بزاں
یکایک دسیا دور دریا بھتر　　نوا چاند جوں آسماں کے اوپر
دنیا
بزاں پیر کشتی کوں واں دیک کر　　دُھنی بھائے بیگی سو ڈونگر اوپر
دھواں دیک کر اہل کشتی شتاب　　گلیم ایک نادر ہور یک صوف بات
دئے لیا کو اس پیر کوں باتمیز　　سبج انکی خدمت کوں جیوں تے عزیز
بزاں پیں انوکوں دعا کر کو نیک　　کہا مجکوں تمنا سو حاجت ہے ایک
کہے کیا او حاجت سو بولو تمے　　تمن حکم پر جیو سوں راضی ہمے
تمھیں　　ہیں

کہے جب سوں عیسیٰ فلک پر رواں / اہیں تب تے اچھلا ہے میرا سو یاں
ولے کوئی آیا سو خشکی کی سیر / نہ دیکھا تمیم انصاری بغیر
انو کوں تمیں جھاز میں کر سوار / اپس سات بستی میں چھوڑ وادنار
یو سب من کو راضی ہوا ایسا بچار / لجا مجہ کئے جھاز پر تو سوار
سبک سیر تھا اس گراں بار سات / چلے جاں کہے مویں کی مویں بات
ادک جلد تھا گرچہ بے پائے تھا / سو بے پائے نت آب پیمائے تھا
کہے دیک کشتی کوں نوں سر بسر / کہ یک شہر چلتا ہے پانی اوپر
اگر بیگ جانے کا ہم آپڑے / وہم سات کشتی او کشتی کرے
ستی او مجے لیا کو کر کے اوپر / نکل پل میں گئی یوں سیاں سر بسر
پھرے جھاز او جوں تن باردار / سو یک پیٹ میں اس طفل کئے ہزار
کرے پانوں یو پیٹ میں لیکو دھانوں / کہ جوں پیٹ میں ساپنی لیکو پانوں
عجب یو جو یک ماہ نو پر سوار / ہوے تھے سو جوزا ہزاراں ہزار
ترک کاٹ کے اس سواراں منے / بیٹھا میں بھی خوش وقت یاراں منے
سورج گئی دسیں تب تا سوں موجاں تو / رو پہیری تکٹ صاف چاندنی میں جوں
رین میں زمیں یوں دسے تابدار / دسیں جل پو دیپک ہزاراں ہزار

دیکھت یو تماشے عجب سربسر　　رہیا خوش ہو میں اس تماشے اوپر
سو لہراں خوشی کی ادک فوج فوج　　چلی دل پو مجہ جوں کہ دریا کی موج
کہ مرجانکیاں شاخاں اس تل مجھاں　　کلیاں طوکیاں نکلیاں تھیاں مجہ دل لتے
نکل گئی مرے دل تے او غم کی بات　　رہیاں ہو کو خوش حال یاراں سنگات
چلے یو نچہ کئی روز لگ سار ہو　　ایس میں اپی جیو کے یار ہو
یکائیک یک روز دریا بھتر　　دسیا ایک ڈونگر عجب سخت تر
سو او کوہ کا نانوں کہنتے رکاہ　　انپڑ نا سکے جس پو کس کا نگاہ
سکل کوہ کوں دیک رونے لگے　　امیداں ایس دل سوں دھونے
دلاں کوں لگی آگ اس کل منے　　چلیا دل ہر یک کا اس او کل منے
ہر یک دل پو بیٹک ہوا یوں عیاں　　کہ کشتی بھوٹیگی اتا جا کو واں
یکا یک اوٹھیا باد طوفان کا　　جو غالب ہے تقدیر سبحان کا
ہوا باد طوفاں سمندر کوں جوش　　یو دیکھت گیا اہل کشتی سوں ہوش
بڑاں باد کشتی کوں اس کوہ پر　　لیجا کر پچھاڑیا عجب سخت تر
ٹٹے بند کشتی کے لگ اور خام　　تفرقہ ہوے اہل کشتی تمام
قضا کا ہے سیلاب بیحد کبل　　کہ تدبیر تقدیر سوں نیں ہے چل

تفرقہ ہو یاراں سوں ہیں سر بسر سلامت رہا ایک تختے اوپر
نہ یاراں ہیں واں کئی مددگار تھا انتھا میں یکیلا خدا یار تھا
کتیک روز موجاں سوں پا مال ہو بہتا تھا میں تختے پو بے حال ہو
یکا ایک یک روز باد شمال سٹیا لبکو کر کے پو مجکوں سنبھال
تتا مجکوں سردی کری تھی اثر جو میں کیاں پڑیا تھا نہ تھی مجہ خبر
پڑیا تھا میں کئی وقت بے آب و تا برستا اتھا مجہ اوپر آفتاب
ہوا جب میں سورج کی گرمی سوں گرم چلیا اوٹھ کتک باٹ میں ہم نرم
سوا پڑیا کتک روز پر ایک ٹھا جو خرمے کے تھتے جھاڑ وان بیشمار
عجب جھاڑ خوش قد و پر بار تھے بشکل خوشنمائی میں یکبار تھے
نواں بولے ہر یک جھاڑ کے سین ستاریاں کی جھیلے بندے تھے مگر
بھتا ایک چشمہ انتھا اس تلار کہ امرت سدا جن تے مانگے اودھا
بزاں لے او خرما تناول کیا سو اس پاک چشمے تے پانی پیا
انتھا پیاس ہور بھوک تے ناکام میں توانا ہوا پا کو آرام میں
سو اس روز آسودگی کے بدل رہیا یا علی وانچہ اس جھاڑ تل
انا ساقی او لیا شراب کہن جو سٹتا اگن اژدھا کے منن

کہ نا دم بدم پی کو او جام خاص
اچھوں غم کے بیں اتے دھاتے خلاص

مقام پنجم

قلم کا بھوجنگ سرپس کا ٹبھار
کیا اب جواہر کئی یوں آشکار

جو شہ سوں کہے یوں سراپا تمام
تبسم انصاری نے پنجم مقام

کہ آخر کوں اپڑیا وہاں روز جب
اونار یا گگن پردۂ شام جب

پڑی جس وقت شاہ و تر کاں کی ڈھال
گیا زنگ کا بادشہ حال حال

شہ ترک سنک تے دھسنے لگیا
تو زنگی نے لب کھول ہسنے لگیا

جو سورج کا کنچن ہوا بے نشاں
دسیا تب شفق لعل رومیا کے تھان

کنچن شمع جب گئی ٹھنڈی ہو نکل
رو پیری شمع داں سلگیے سکل

چھپا غرب میں جوں گہر آفتاب
بھری درج میانی او دُر خوش آب

جواہر کا درجک ہوا جب گگن
رین نار گوہر کا پینی برن

سیاہی بھری آگیے چار جام
زمیں عنبریں آسماں مشک فام

سو ایسی سیہ شب میں واں یک رتن
اوجالا دسیا جیو کو شعلہ تمن

مرے دل میں بولیا اجالا او دیک
اگر دھنگراں کی جماعت ہے ایک

کہ جانیکوں ٹھنڈ آگ سلگائے ہیں سو آنیکوں گرمی دُھنی بجھائیں
سو البتہ او باٹ دکھلائیں کر چلیا اس جالے طرف رکھ نظر
کیا جب نظر ہور کیا خوف واں نہ تھا کچ بی واں آدمی کا نشاں
کتیک دھیک ہیرے انھے کھان کے کتیک لعل یاقوت مرجان کے
اتھا جو اجالا او دستا سو واں کہا میں یو سب دیک کر بعد ازاں
جو کس کوں خبر بھی نہیں ہائے ہائے جو یو بے بہا بے بہا ہات آئے
کتیک وانکے جوہر اجا کر لیا مرے دل کوں میں پند یوں کر دیا
یو کیا حرص غالب ہے انسان پر جو دھرنا مرے لگ طمع سر بسر
سو ہیں حرص کے حرف خالی تمام اسی تے حریصاں ہیں خالی مدام
طمع خوار کرتی ہے انسان کوں سو لیانا ہے پھاندے میں حیواں کوں
پڑیا ہوں سو میں آ کو کس ٹھار پر کہ جاں جانور مارتا نیں ہے پر
مجھے کام آتے ہیں کیا گوہراں جو لگتا ہے جاں جیو کا گوہراں
مجھے بنچہ یو سب ملامت کیا براں وانچہ او لعل سٹ کر دیا
جو اپتے میں یک اژدھائے عظیم کہ جس شکل میں کئی عذاب الیم
دسے یوں اگن اسکے مکہ کے بھتر نوں لپے تو کہ سلگیا ہے دوزخ مگر

سو اس مکہ تے جاں لگ جو پھوکے جلے | کچا ہور سکا اس تے ملکہ جلے
دیکھیا ہیں سے او مجے دیک کر | لگیا دوڑنے نیٹ میرے اوپر
سوکھا
نرخ دل مرا اوڑ سو درزاں ہوا | سکل آنگ جوں بید لرزاں ہوا
سیدھے
اتھا صاف امیدانہ چھپنے کوں ٹھانوں | بندیا اسکی دہشت نے چلنے تے پانوں
ڈھنڈیا واں جتا باطن و آشنکا ۱۰۵ دعا باج دوجا نہ پایا ادھار
سکیا ناتھا دعا پیر پری پاس | سو پڑنے لگیا حق کی رکھ دل میں آس
کیا اس دعا کا برکت اثر | ہوا غیب اتر دھاز ہیں کے بھتر
ولے اسکی دہشت تے بے اختیار | چلیا وانتے میں ولیں ہور رات چار
نہ قوت بدل قوت کا ناوں تھا | نہ راحت بدل چھانو کا ٹھانوں تھا
نہ رہنے کوں بستی نہ چلنے کوں پانوں | نہ جاگوں تو راحت نہ سونے کا ٹھانوں
سو اس درد غصے تے ہو بیقرار | گیا بیس یک جھاڑ کے میں تلار
جو کئی سال ہیر بو یو حال ہے | ہر یک روز میرے بو کئی سال ہے
مگر کچھ کیا ہوں گناہِ عظیم | کہ ہر روز ہے مجھ عذاب الیم
سو عالم کوں جینا تو اپر وپ ہے | مجے تو انا موت محبوب ہے
کیا یوز مانے تے بے حال مجھ ۱۰۶ ہوا ہے زمانہ اتا کال مجھ
اب آفت

اول دیکو کشتی سوں پشتی مجے / پچھاڑ یا ہی بھی کون کشتی مجے

عجب اس زمانے کی ہے سخت چال / جو پیا سے ادھر کوں دکھا کر زلال

پیئے نیں تلک پھر کو کرتا ہے گھات / سو لیتا ہے پھر چھین آب حیات

دسی یک کدی مجکوں اوکل شکار / جو اس بیچ چبیں خار چندیں ہزار

کدی یک نہ پایا ہوں یک خوشی / عوض اسکے ہے لاک محنت کشی

نہیں غم سہنے کا اتا مجہ میں تاب / کہاں لگ میں اس دست تھا سوں عذاب

اتا جیو مرنے پو دھرنا بھلا / جو اس غم کے جینے سوں مرنا بھلا

سو یوں بول واں جیو دینے منگیا / ایس کوں اپی مار لینے منگیا

اتا ساقی او جام خوش دست تھا دے / سو ایسی کف ریسماں ہات دے

کہ تا کاڈ میں لیکو او ریسماں ۱۰۰ / جڑوں یک بلندی اوپر بے گماں

مقام ششم

اتا سن توں یو داستاں نامدار / جو کرتا ہے راوی یوں آشکار

جو اپنے مقام ششم کا بیاں / کئے یوں تمیم انصاری عیاں

کہ جب درد غصے سوں میں ہوں کس / منگیا جیو اپر گھات کرنے اپس

شتاب اٹ کو ڈھنڈنے لگیا چوب و سنگ
کہ تا مار لیئوں اپس بے درنگ

جو ایسے میں پیدا ہوا ایک جواں
کہ تھا خوب رو ہور شیریں زباں

کیا تھا اپس تن پو دنیا لباس
جو اس دیک دہشت گئی تجتے نھاس

بتیا خندہ رو گل نمن تازہ تر
ہوا دل گلستاں اسے دیک کر

مرا نانوں لے آ کیا مجہ سلام
کہا کچہ نہ کھا غم توں اے نیک نام

اپن جیو پر قصد کرتا ہے کے
ہوس مرگ کی دل پو دھرتا ہے

توں مارگ وطن کی اتا پائیگا
سلامت تے گھر کوں توں جائیگا

بتا رنج تیرے توں ضائع نہ کر
اتیا یاں تے نزدیک تیرا ہے گھر

کیا ہوں اسے میں سنے بعد ازاں
کہ تیرے پو رحمت اچھو اے جواں

جو کر بات مجہ اس پریشاں سنگات
دلاسے سوں بخشیا توں تازی حیات

بسچھڑ گھر سوں مجکوں ہوئے بہوت سال
کہوں کیا جو کیا سخت ہے مجہ پو حال

قبیلے کوں میرے مجے کر جدا
دیا چرخ یوں چرخ مجہ کو سدا

جنا رات ہور دیس جاتا ہوں میں
تو مارگ وطن کے نہ پاتا ہوں میں

جبھی ہار اس غم تے میری سکل
ولے کاش جاتا نہیں جیو نکل

سدا دل مج اس غم تے رنجور ہے
زمیں سخت ہور آسماں دور ہے

سو ساحر کے تن کے منن دیک اب — سویاں ہو کو سلتے مرے بال سب

مرے تن میں کانٹا ہر یک بال ہے — ہر یک بال میرا مجے کال ہے

اجل بی دیکھو بیگ آتی نہیں — یو دم یک رہیا سو لیجاتی نہیں

ہوا ہوں مگر ضعف سوں بے نشاں — تو پاتی نہیں ہے اجل مجہ یہاں

اہے خلق جیتے کوں یو دوست دار — کہ یو در دتاز اہے دور و دراز

یوسن بھی دلاسے سوں بولیا مجے — کہ تجہ گھر کوں اپڑا نونگا میں تجے

اتا کچ نکو ڈر توں اے نیک ذات — کہ مجہ ساسنگاتی ہے تیرے سنگات

کروں گا تجہ ایک ملک کا بادشاہ — اگر شرط میری رکھے گا نگاہ

مری شرط سو یو تجہ ہے والسلام — کرے توں جو کچ میں کہوں سو عج کام

یوسن شرط خوش ہو دیا میں جواب — کہ جو توں کہے سو کرونگا شتاب

بغیر از ترے حکم میں ایک کام — نکر سوں مری شرط یوں ہے تمام

کیا اس سوں جو شرط میں سر بسر — ہوا بہوت خوشحال میرے اوپر

بزاں مج کہیا یا تجہ اچہ توں سنبھال — یدری جا کو آتا ہوں تج پاس اتال

سو یوں بول جا ایک لحظے منے — طبق ایک لیا یا عجب مج کنے

اتھا گو نہ گوں اس طبق میں طعام — بھی میوے حسن کے تھے تمام

اونعمت ہور میوے کھلایا مجے — سو لیا آب شیریں پلایا مجے
اسی شرط پر ہے توں ثابت قدم — کہا ہوے ثابت ہوں میں دمبدم
سو یوں مجہ تے اقرار لے استوار — دیا کاڑ یک ریسماں گرہ دار
کہا رک جتن بھی تری جیو سوں بند — کہ جاں جس وقت مجکوں اپڑے گزند
توں یو ریسماں سٹ مرے انگے پر — کہ جیو داں میں پانو نگا سر بسر
انگے ایک بڑا کام ہے مج ضرور — سو او کام کرتا ہوں تیرے حضور
مرا کام جب ہویگا تب تمام — کرونگا ترا کام میں والسلام
زمیں پر سو یوں بول غلطاں ہوا — دیکا ایک یک مرغ پراں ہوا
ہوا قد و قامت سو عنقا مثال — کہا تو پکڑ پانوں میرے سنبھال
میں اس مرغ کے پانوں پکڑیا شتاب — ہوا پر اوڑیا لیکو مج بے حساب
سو دو روز بعد از ہوا تے اتر — اوتارا مجے لیا کو یک کوہ پر
جو خشکی میں تھا نیم دریا میں نیم — کہا یک گھڑی اچہ توں یا ابے سلیم
یدی جا کر آتا ہوں یو کر گیا — سو ناچار اس کوہ پر میں رہیا
کتیک وقت گذرے یو آیا اونے — سو میوے کتیک خاص لیایا اونے
سو میوے کھلا مجکو بولیا شتاب — کہ ہاں بھی پکڑ پانوں میرے شتاب

پھر

نوے کئی دلاسے بھی پیدا کیا　　مجے اس دلاسیا سوں شیدا کیا
اتا ساقی او جام لیا بے بدل　　کہ جستے کھلیں خوش دلاں کے محل
پلا دمبدم بھر کو او صاف جام　　کہ دل کے کھلیں قفل جس تے تمام

مقام ہفتم

خرد کا اوڑیا مرغ یوں کھول پر　　جو اس آستانِ بلند کے اپر
کہ بولے تمیم انصاری تمام　　علی شہ سوں یوں کھول ہفتم مقام
کہ میں اس دلاسیا سو خوش ہو عجب　　کیا قید اس مرغ کے پانوں جب
نبا و مرغ زیرک چلیا بے حجاب　　مجے اس دریا پر تے لیکر شتاب
سو دو روز بعد از ہوا کے بھتر　　دسیا یک جزیرا عجب خوب تر
فراخی منے تھا ارم سا عظیم　　جو فردوس کے باغ سا خوش نسیم
انتھا اس جزیرہ منے یک محل　　عجب خوش نمائی منے بے بدل
سو یک قفل اس در پو تھا سخت تر　　لکھے دو کلیمے سو اس قفل پر
اول یک محمد پو ایمان کا　　بھی دوسرا کلیمہ سلیمان کا
ہوا مرغ غلطان اسی وقت دل　　اول سار کا پھر ہوا نوجواں

پوچھیا مجہ کوں ثابت ہے اس شرط پر / مجے کام سوں اسکی تیں نہتی خبر

کہا ہوئے تا ثابت ہوں میں اے جواں / نکو رک تو اس باتاں میں کچ گماں

جو تاکید کینا ہے قرآن منے / وفا عہد کا پاک سبحان نے

ہمیں دین کے حکم سب ہیں رتن / سو ہے ایمیں یک شرط کرنا جتن

یو سن بات خوش ہو ہوا بے ہراس / گیا لے شتابی سوں اس قفل پاس

بزاں کاڈ الیس کن تے یک ریسماں / پھرایا جو اس قفل پر او جواں

چلیا لیکو مجہ اس محل کے بھتر / دکھیا اس محل میں عجب یک ہنر

کہ اس یک محل میں انہے نو محل / سو سو ہر ہر محل کئی نگہ کے بدل

انہے دیو شیطاں کھڑے سو ہزار ۱۱۳۰ جو تھے سانپ ہور کژدماں بیشمار

شیاطین ہور مار کژدم تمام / سو دوڑے ہمن دیک اے نیک نام

سو یوں دیک بولیا مجے او جواں / سٹو اس بلایاں اپر ریسماں

کہ تا باٹ چھوڑیں بلایاں تجے / ضرر کچ نہ دیویں تجے ہور مجے

کہا جوں انہا پند مجکوں جواں / سٹیا اوس بلایاں طرف ریسماں

سو او ریسماں دیک کر با ادب / دیاں باٹ ہمنا بلایاں بی سب

اناد میدم ساقی لیا اونبید / کہ ہل من مزید ہم ہل من مزید

میں جم جم ہوں جم جام کا مشتری کروں تخت جم کا ہو انگشتری

مقام ہشتم

روانی کا زرگر جو تھا دور بیں رکھیا یوں اس انگشتری پر نگیں
جو یوں نثر سوں بولے تمیم انصار اپس کے مقام آٹھویں کا بچار
کہ چھوڑیاں بلایاں ہمن بات جب ۱۱۵۰ گئے سیر آٹو (آٹھویں) محلاں کو تب
رکھے جب محل نہم میں قدم دسیا او محل جوں گلستان ارم
دھرے تھے مکلل وہاں ایک تخت ستیا (سوتا) تھا اس اوپر ال یک نیک بخت
اس انگشت میں تھی یک انگشتری دسے روشنائی میں جوں مشتری
جو اس تخت کے پاسباں باشرف اتھے اژدھا دو سو دونو طرف
پوچھیا میں سے تب یو سب دیکھ کر سُتیا (سوتا) سو جو او کون ہے تخت پر
ینے دیو ہور اژدھا کیے (کیوں) ہیں یاں توں کیے (کیوں) یاں سو آیا ہے کر مج بیاں
کہا یے اُسنے سو انو کا ہے نام سو مہتر سلیماں علیہ السلام
توں یاں دیو شیطاں جو دیکھیا جتے سو اس مرد کے پاسباں ہیں وتے
میں اس سب منے ہوں قوی ناتواں جو اس سب کوں کر زیر آیا ہوں یاں

انگوٹی جو دستی ہے اس ہات میں ۱۱۶۰ عجب کچھ قوی ہے کرامات میں
بلایاں جتیاں جو ائیں پائے پست اس انگشتری کیاں ہیں سب زیردست
دیا ہے اس انگشتری ذوالجلال سو کیتا ہوں میں کاڑ اسکوں اتال
بڑاں دیو شیطان جن و پری اچھینگے مرے حکم میں سرسری
سو کئی سو برس تے مجے روز و شب اس انگشتری کا ہے دل میں طلب
تو اتنے مشقت سوں دھایا ہوں میں یتے رنج محنت سوں آیا ہوں میں"
کہا میں یو سب سن اسے اے جواں ہوا کیا جو سختی تے آیا ہے یاں
یو انگشتری کیوں تنجے آئیگی سلیماں کے کیوں ہات تے جائیگی
ہبی کوں کہاں باک شمک کا تاب کہاں شب پرک ہور کہاں آفتاب
ہما کے برابر نہ ہوتا ہے زاغ نہ ہر بوند ہوے گوہر شب چراغ
نہ ساجے ہر یک سیس پر تاج زر ۱۱۷۰ نہ ہر یک کمر پر کمر بند زر
نہ یاقوت ہوتے ہیں سارے پتھر نہ دھرتی عنبر ہر خندق کی مگر
نہ ہر سر سزاوار ہے تاج کوں کتنے تاج کوں ہے کتے باج کوں"
یو سن مجہ کہا یوں نہ ہو نا امید نکو کانپ دہشت سوں جوں شاخ بید
مرے کام پر اچہ توں ثابت قدم بھی کس بات میں توں نکو مار دم

اور رہ

توں ثابت قدم اچہ تری شرط پر بھی کچہ زیاستی بات مجہ سوں نکر
کیا اسکی دہشت تے ہیں او قبول ولیکن ہوا سخت دل ہیں ملول
چلیا والنتے شوخی سوں او شوم بخت سلیمان کا سار ہونے کوں تخت
گیا جلد او تخت کے پاس جب سٹی اس اپر اژدہا اک تب
پڑیا ہو کو بے ہوش تب او جوان سٹیا اسپو ہیں دور او ریسماں
پڑی ریسماں اسکے اپر ال جب ہوا او جواں پھر کو ہشیار تب
دوجے بار بھی سار ہونے چلیا بھی اژدھا سٹیا اک سوں تلملیا
بھی اس پر سٹیا جلد ہیں ریسماں سو پایا جواں پھر کو تاب و تواں
کیا قصد بھی پھر کوئی لاک لاک منگے اسکوں کرنے کوں اژدھا ہلاک
سٹیا تب انو کی طرف او جواں اپس پاس تے کاڑ یک ریسماں
دئے باٹ تب اژدھا باادب گیا او جواں تخت اپر ال تب
کہا او بھو خوشی سوں بڑے بخت مج جو آیا سلیمان کا تخت مج
نہ اس تخت کوں ہو سکے کوئی قریب کیسے ہوئے مجہ باج ایسے نصیب
اچھوں کیوں نہ خوشحال ہور شاد سو پایا ہوں کئی سو برس کی مراد
بزاں بیٹھ شوخی سوں یوں بول کر رکھیا کاڑنے ہات انگوٹی اپر

سو ایسے میں ہوی ہانک یک ہولناک   گگن ہوے جس ہول تے چاک چاک
زمیں نا سکے سوں جس کا گزند   سنے پر چھٹے کوہ کے بند بند
سنے گر دھمک اس کی جن و پری   تڑک جا کلیجا لگے تھرتھری
سنیا جب جو اس ہانک ایسی کہیل   گیا ہوش اسکا سب اس سے نکل
پڑیا سرنگوں تخت تے سدگنوال   کلیجا تڑک دل تڑک بدگنوال
لگی جب اسے پانک کی سختیاں   دیا کئی غدا یوں اپس کا پراں
ادک تلکھلی سوں دیا جیو جب   یں دیکھت عجو بار ھبا ڈر عجب
سو ایسے میں آیا ندا بے حساب   کہ ہاں اے تمیم انصاری شتاب
نکل جا کے آیا ہوں اس کے سنگات   سنیا کے تو اس دیو سرکش کی بات
جتنے سرکشاں میں تو باغی ہوا   نہ اس دیو سا کوئی طاغی ہوا
کہ مہتر سلیماں جداں تھے حیات   تداں سوں یو باغی ہے ناپاک ذات
یو قوت میں دیواں یو غالب اتھا   سدا اس انگوٹھی کا طالب اتھا
تو شوخی سوں اس تخت لگ آئیا   سو ناچار اپنا کیا پائیا
محمد کی عزت بدل ذوالجلال   بچایا تج اس ہانک میں تے اتال
اگر اس سے رکیا نہ ہوتا سبب   تو بیچ جان تج بانچنا تھا عجب
یو سب سنکو پوچھیا اُسے میں نتاب   کہ توں کون ہے سو مجھے دے جواب

کہا ناؤں میرا توں جبریئل جان — مرا کام سب امر حق سوں پچھان
کہا میں کہ جانو نمیں جبریئل — مرے دل میں یو کچ نہ تھا قال و قیل
مرے گھر کی امید سوں اس سنگات — پھریا رنج و محنت سوں میں دن رات
کہو یا نتے کیوں اب نکل جاؤں میں — خلاصی بلایاں تے کیوں پاؤں میں
کہے جبریئل یوں مری بات سن — انا کام یک کر مری بات سن
دوجی یک انگوٹھی ہے اس تخت تل — سو توں او انگوٹھی اچا لیکو چل
کہ اس میں تجے نفع بی ہوویگا (دونہری) — سو تج مشکل آسان سب ہوویگا (اٹھا)
بھی لے توں ایس پاس او ریسماں — جو اس اژدہا پر سٹیا او جوان
توں جس باٹ آیا ہے اے مرد شتاب — اسی باٹ سوں پھر کو جانوں شتاب
مجے جبریئل یوں کئے حکم جب — ڈھونڈیا تخت تل میں انگوٹی کوں تب
یکایک دسی او جو انگشتری — کہ جس سوں خجل زہرہ و مشتری
لیا میں او انگشتری جلد تر — کیا کام جبریئل کے حکم پر
مجے حکم بھی تھا سو او ریسماں — او چا لیکو وانتے ہوا میں رواں
مج انگشت میں دیک انگشتری — لگی اس بلایاں کو سب تھرتھری
بلایاں اتھیاں گرچہ بے تاب سوں — ادب سوں دیاں باٹ آداب سوں

دیاں باٹ ہو نرم مجہ دیک کر   نہ حملہ کیاں کچ بھی میرے اوپر
دیکھیا ہیں عجب اس انگوٹی میں کام   بھرے تھے مگر اسم اعظم تمام
او مارگ تو تھے سب بلایاں کے کھان   کہ جاں تے سلامت نہ جاوے گماں
ولے حق تعالیٰ کے آدھار تے   سلامت گیا بھار اس ٹھار تے
انا ساقی او شاہد گلعذار   ملا لیا کو شیشے کے باہر پر تے بہار
جو شیشے میں ہے او می لعل گوں   کہ پردے منے خوب محبوب جوں

مقام نہم

معانی کا رضواں لیا تھا بہار   لطافت سیوں اس حور کوں یوں سنوار
جو بولے نمیم انصاری سکل   مقام نہم اس وضع بے بدل
کہ آیا ہیں جب اس محلاں تے بھار   رکھیا باٹ پر تب قدم استوار
چلیا دک میں رک دلمیں آلوزہ میں   جنگل پر جنگل کوہ پر کوہ میں
کتیک روز بعد از ہوا جج گذر   یکائیک یک سبز صحرا اُپر
دسیا مجکوں صحرا میں واں یک محل   جو تھا خوش نمائی منے بے بدل
کیا جب محل پر نظر سو بسو   دیکھیا اس پو یک دختر خوب رُو

دسی یوں بلند اس چھجے کے اپر — کہ جوں آسماں پر پنم کا چندر
اتھی سیس تے نک تلک جوں پری — ولے کاں پری میں یتی دلبری
او دختر مجے دیک اتری تلار — مرا ناوں لے مجکوں بولی پکار
کہ آو و نمیم انصاری دہر — مجے تجکوں یک پوچھنا ہے خبر
کہ او دیو تجکوں لیجایا اتھا — ہوس خام دل میں پکایا اتھا
سلیماں کی رک سلطنت پر ہوس — لیجایا تھا تمنا کوں ہمراہ اپس
سو سچ بول واں جو لیجایا تجے ۱۲۴۰ — ہوا کیا اسے سو خبر دے مجے
جب اس بھانت سوں بوجھی مجہ بیاں — میں دیکھیا سو قصہ کہا سب عیاں
سنی جب سلیمان کے تخت تل — دیا جیو انے اس انگوٹی بدل
کہی نت کہ کئی بار کئی دھا سوں — منع کی تھی میں اسکوں اس بات سوں
کہ مہتر سلیماں ہیں حق کے رسول — نکو جا مری بات کر توں قبول
مری بات نا سنکو شوخی سنگات — گیا ہور کیا او اپس جیو پو گھات
بزرگاں سوں چلتا جو کئی بے رضا — سو درحال پاتا ہے اپنی سزا
جو کئی آسماں پر اوڑاتا ہے خاک — وہی خاک سر پر ہو بے شک ہلاک
توں حد تے نہ رک بھار اپنا قدم — اپس دل کوں سکلا ادب دمبدم
باہر — سکھلا

جو کئی اپنے دل سوں خبردار نیں — کسی کے کہے سوں ادب دار نیں

ایس کوں اپی جن سکایا ادب (کوئی) — وہی جگ میں ہے خاص مقبول رب

کہی حب او دلبر نے باتاں سنوا (جن تے) — کیا اس پو میں آفریں بے شمار

بڑا اس کوں پوچھیا کہ اے نیک فال — مرا ناؤں تو کیوں پچھانی اتال

لطافت سوں یوں تب کہی مجہ جواب — کہ توریت کی میں پڑی ہوں کتاب

کہ دیکھی ہوں توریت میں یو خبر — کہ انسان کا یاں نہ ہوے گذر

محمدؐ نبی کا مگر ایک یار — جو اس ناؤں اچھیگا تمیم انصار

اسی شخص کا ہوئیگا یاں گذر — بکر سے گذر کوئی دوسرا بشر (سکے)

موافق خبر کے پچھانی تجے — انا ئیک تجسوں عرض ہے مجے (دوسرا)

کہ توریت ہے حق تعالیٰ کی بات — محمدؐ کی دیکھی ہوں اس میں صفات

محمدؐ نبی سرور سروراں — حبیب خدا ختم پیغمبراں

نبی سب ستارے ہیں او آفتاب — دو عالم کوں ہے ان سوں پر نور تاب

سکل انبیا کے او سر تاج ہے — کہ جس کوں شرف حق تے معراج ہے

محمدؐ کوں ہے سب نبیاں پر شرف — اس امت کوں سب امتاں پر شرف

میں آنے جو منگتی ہوں اس دین میں — کہ جل پر نہیں بات کچھ بین میں

کہ کلمۂ شہادت سکھاؤ مجے — سو اس دین کی رہ دکھاؤ مجے
سعادت منے راست پایا اسے — کہ کلمۂ شہادت سکھایا اسے
جب اُس دل میں روشن ہوا یو چراغ — دل اس کا خوشی سوں ہوا باغ باغ
بزاں اس کو بولیا کہ اے سیم بر — توں یاں آئی ہے کیوں سو مج دے خبر
کہی میں ہوں یک دخترِ بادشاہ — کہ تھا صاحبِ تخت و تاج و کلاہ
جسے خیل لشکر اتھا بے شمار — اتھے حکم تل اس کے کئی شہریار
مری ماں اتھی بھوت صاحب جمال — نہ تھی حسن میں کوئی اس کی مثال
مری ماں کے میں پیٹ میں جب اتھی — جو یو دیو پر فتنہ و لعنتی
ہوا عاشق اسکا جو دیکھیا جمال — اڑا کر اسے لیا رکھیاں سنبھال
سو میں پانچ پنچی ہوں اے نیک ذات — مری ماں کتیک دیس کوں ہوی وفات
رکھیا مجہ کوں اُن دیو جیوں تے جتن (نہیں پیدا ہوئی) — سو پالیا انے مجہ کوں (دن) دختر من
جتنے دیو یاں (کے) جو نیز و جبل — دیا سب کوں کر زیر مجہ حکم تل
بزاں سب یو قصہ مجے بول کر — چلی لیکو مجہ اس محل کے اپر
رکھی مجہ کتیک روز او نیک نام — سو مہماں نوازی بجا لیا تمام
ہوا مست اس پیار کے جام سوں — رکھیا واں کتیک روز آرام سوں

کتیک دن ہوئے بعد ازاں ایک روز — کہا اس کوں اے دختر دل فروز
خبر لے انا کچ مرے حال تے — کہ چھوڑیا ہوں گھر دار کئی سال تے
جتی بات چلتا ہوں میں قصد کر — نہ پاتا ہوں میرے وطن کی خبر
مرا دل اوک غم سوں پامال ہے — یک یک روز مجھ پر کتیک سال ہے
سنی جب مرے حال کی یو خبر — انجھو مینگ برسائی مجھ حال پر
کہی تب دلاسے سوں خوشحال اچھ — نکو توں انا غم سوں پامال اچھ
ترے گھر کوں دو سو برس کی ہے بات — توں بے غم ہو اب دل نکو کر اچاٹ
کہ ایسے ہیں دیو اس مرے بل منے — جو انپڑا ہیں تجھ گھر کوں یک پل منے
اتی دور سن بات بے اختیار — مرا حال غم سوں ہوا زار زار
سو فی الحال مجھ حال یو دیکھ کر — کری حاضر یک دیو چالاک تر
کری اس کوں تاکید نت بے حساب — کہ انپڑا مدینہ کوں انکوں شتاب
نکو کر توں اس بات میں کچ درنگ — شتابی سوں جا جیوں پرندہ ترنگ
کہا دیو او بات بی دور ہے — یون جان شتابی سوں معذور ہے
سو ہفتے میں یک واں تلک جاونگا — انو کوں سو انپڑا کو پھر آؤں گا
بزاں لطف ہور پیار سوں او نگار — کری مجھ کوں اس دیو او پر سوار

مجھے لے اڑیا ولنتے او بدخصال　　ہوا میں جو یک تند بارے مثال
سو گئی دور لگ جا کو او بدگہر　　کیا قصد میری ہلاکی اوپر
مجہ انگشت میں تھی او انگشتری　　دعا مجہ سکائی تھی اوپیر پری
یو دو چیز کام آئے اس وقت پر　　تو او دیو نیں دے سکیا مجہ ضرر
ولے لے چلیا اس دریا کے رخن　　کہ جاں جہاز پھٹ کر ڈبے بہوت تن
مجھے ایک تختے پو پروردگار　　نکالیا اتھا اس سمندر نے بھار
رہیا آکو آخر اسی کوہ پر　　کہ کشتی پھٹی تھی جسے بیٹھ کر
سو اس کوہ دریا کوں میں دیک تب　　کہا دل میں یا رب نیا ملک سب
پھر اکر قضا مجکوں لیائی ہے یاں　　لکھیا کچ مرا مجہ نہ دسنا عیاں
سو القصہ اس غم سوں ہو زار ناک　　کہا اس نکو کر توں مجہ کوں ہلاک
مرے گھر کوں لے چل مجھے یک ترنگ　　توں اس کوہ پر کے کیا ہے درنگ
یو سن مکر سوں یوں دیا مجہ جواب　　کہ سکتا ہوں میں یا تنے جانے شتاب
ولے یک قوی سخت دیو عظیم　　سو اس کوہ کے سبس پر ہے مقیم
مجھے ہور تجے دیک او ہولناک　　مجے ہور تجے پل کریگا ہلاک
دوجی بات بھی نیں جو اس باٹ جانوں　　بڑی فکر ہے یاں تے کیوں باٹ پانوں

یو سن بات پوچھیا اُسے میں شتاب	جو کرنا انا کیا سو دے مجہ جواب
کہا ہے انگوٹی تجہ انگشت میں	سو دے ایک ساعت مرے مشت میں
جو تا اس انگوٹی کوں ہت لے مگر	کرونگا میں اس دیو پر تے گذر
ترے گھر کوں نپڑاونگا تج سنبھال	نہ کر فکر دے ٹک انگوٹی اتال
مرے گھر کوں جانے کی اُمید دھر	دیا او انگوٹی اسے کاڑ کر
انگوٹی چڑی دیو کے ہات جب	دغا دیکھو مجہ کوں گیا چھوڑ تب
لگی بیداول تے مجہ تھرتھری	جو کھویا عنایت کی انگشتری
تاسف سوں چابیا اپس ہات میں	کہ اپنی دغا سوں ہوا مات میں
اسی بھانت سوں لے پشیماں ہوا	ولے تب نتھا اس درد کوں دوا
چلیا چار ناچار دل سخت تر	جو اپڑیا میں اس کوہ کی سیس پر
دسیا مجہ کوں اس کوہ پر ناگہاں	عجب تخت یک سور ساز زرفشاں
جو بیٹھا انتھا اس تخت کے اپر	سو یک دیو بدشکل ناپاک تر
مکہ اس کا سیاہی نمن تھا سیاہ	او قوة میں تنہا انتھا یک سپاہ
جسے دست جوں شاخ یا بیخ سخت	تناور انتھا جوں تناور درخت
انتھی سونڈ اسکوں ہتی کے نمن	ہتی جس انگے تھا بچی کے نمن

شتابی سوں دوڑیا مجھے دیک کر — کیا قصد میری ہلاکی اوپر

غضب سوں پکڑ مجہ کوں وو نابکار — سٹیا وانتے (پھینک) بھر کا کو ڈونگر تلار

پڑیا میں دعا پیر پری کی تب — سلامت رکھیا حق نے مجہ اس سبب

بلندی میں او کوہ تھا جوں آکاس — پڑے پر نہ جیو رہے نہ ہڈی نہ ماس

ولیکن خدا تھا نگہبان مجہ — دیا اس برکت سوں جیو دان مجہ

بزاں ہو کو کئی وقت کوں میں ہشیار — کیا واں تے تنہا سفر اختیار

سو کئی منزلاں (کٹے) لگ تھا مجکوں قوت — ۱۳۳۰ بحرز ذکرِ حیّ الّذی لا یموت

بڑے بھاگ حق جس کوں ساقی اچھے — نہیں ڈر جسے یوں سنگاتی اچھے

انا ساقی اس روح کوں دے پیال — اس آخر زمانے کے فتنیاں کوں بال

جو نا اسکی مستی سوں میں سانڈ کر — ستوں غم کے (فتنوں) دجال کوں باند کر

مقام دہم

قلم یو جو دھرتا ہے شیریں نکات — رکھیا گھول اس بات میں جیوں نبات

کہ حضرت علی سوں کئے آشکار — مقامِ دہم کوں تمیم انصار

جو کئی دن چلیا یو نپٹ مج دھیان میں — کہ ناگاہ یک دن بیابان میں

یوں ہی

دسیا یک عجب جھاڑ مجہ سایہ دار کہ جس چھاؤں میں مائیں کئی سو سوار
سو آرام آسودگی کے بدل گیا میں شتابی سوں اس کو وہ تل
دکھیا میں جو باندہیں اس جھاڑ سوں زنجیراں سوں کس کس کوں یک دیو کوں
دسے یوں سو روجواں ندکار رات اتھا یوم تے بوم ناپاک ذات
مجے دیک او دیو بولیا پکار کہ ہاں خوش توں اچہ اے تمیم انصار
ترا شہر تو یاں تے نزدیک جان نکو رک توں اس باٹ میں کچ گمان
پوچھیا میں اسے کیا سبب باندنے تجے بندے ہیں سو سچ جاب دے توں مجے
کہا یک پڑا بھوت ہے سخت کام سو اسنے بندے ہیں مجے یا مدام
ولے تجے مجے تجہ سوں کتیک سوال جواباں توں اسکے مجے دے اتال
مجے اسکی بنت کی نیں تھی خبر جو بنت میں اس زہر ہے یا شکر
سو القصہ او دیو سر گشتہ حال کیا اس وضع مجہ سوں دل سوں سوال
کہ جگ میں خدا کے نبی ہیں حیات کہا میں گئے اس جہاں سوں وفات
بھی پوچھیا کہ جھوٹے گواہ ہور قمار زنا ہور گھوڑے پو عورت سوار
یو سب فعل ہوتے ہیں یا نیں سو جاب مجے بول تحقیق اے مرد شاب
کہا میں یو دنیاں میں ہوتے ہیں کام یو سن جواب او دیو صورت حرام

ہلیا سخت توڑیا زنجیراں سکل	انروا ں تے آیا بڑاں جھاڑ تل
انر تجہ او دیو سرگشتہ بخت	کیا قصد میری ہلاکی پو سخت
غروری سوں یک ہانک مارےا عظیم	کہ جس ہانک سوں ہوے زہرہ دو نیم
پکڑ ہات میرا کہا بول مج	کہ پھر کانوں میں کس طرف پائیے تج
سپٹریں رہیا ہات میں اس کے یوں	سپٹرتا ہے کاغذ شکنجے میں جوں
پڑیا جیو کا میرے مجے آکبل	لگیا بید سا کانپنے تن سکل
کہا دل میں یارب کروں کیا اپال	توں ہیگی مجے اس بلا تے سنبال
جو اتنے میں از حکم پروردگار	ہوا ایک فرشتہ وہاں آشکار
کہ اژدھا دیس سور اس بل منے	۱۳۶۰ سٹے مار کے دیو یک پل منے
کیا کیوں تو انر یا تلارا اے لعین	کہ یک وقت ہے تج انر نے معین
مہابت سوں کر ٹک نظر اس اپر	کیا سنگ کوں موم تے نرم تر
فرشتہ جب اس دیک ڈاٹن لگیا	تب او دیو مج چھوڑ کاپن لگیا
بڑاں زور سوں مار اس زیر کر	لیجا سخت باندیا اسے جھاڑ پر
کہا او فرشتہ بڑاں مج پکار	کہ ہاں کیا سبب اے نہیم الضار
دیا اس سوالاں کا توں کیوں جواب	انا جاتوں یا سنتے شتابی شتاب

کہا میں فرشتہ ہوں لا شک یقیں ۔۔۔ سو دجال مردود ہے یو لعیں
یو آخر زمانے میں بھار آیگا ۔۔۔ سو کئی خلق اس تے دغا کھایگا
قیامت کے آنے کا یو ٹ نشان ۔۔۔ سو اس کا نکلنا ہے سچ دل میں جان
کرینگے اسے قتل مہدی امام ۔۔۔ اچھو حق تے نازل انوں پر سلام
اگر میں نہ آنا تو یو ہولناک ۔۔۔ کیا تھا تری جیو سوں نج ہلاک
یو سب بھید او جب کیا آشکار ۔۔۔ کیا اس پو میں آفریں بے شمار
پوچھیا تب کہ میں کس طرف جانوں ۔۔۔ کہا نیٹ قبلہ طرف ہو رواں
چلیا میں کتیک روز دا سوں شتاب ۔۔۔ نہ کھانے کوں کھانا نہ پینے کوں آب
پڑیا تھا دک غم تے مج دل میں شور ۔۔۔ نہ ہاتاں میں قوت نہ پاواں میں زور
عجب مجہ پو سختی اتھی رات دیس ۔۔۔ نہ اکنر کھڑیا کس پو ایسا دیس
نہ آرام تن کوں نہ دل کوں شتاب ۔۔۔ چلیا میں اسی وجہ سے دین رات
اناسا قبا لیا اور نگیس مدن ۔۔۔ شہیداں کے مانند خونی کفن
کہ نا اسکی منی سوں ہو کر سعید ۔۔۔ پرم کی اچھوں تیغ کا میں شہید

مقام یازدہم

فراست کے صراف نے سربسر ۔۔۔ کیا زر کوں یوں اس کسوٹی اپر

که بولے ہیں یوں یازدہم مقام — تمیم انصاری نے اے نیک نام
جو کئی روز بعد از مجے یک محل — دسیا یک بیابان میں بے بدل
گیا اس محل پاس میں دوڑ کر — دکھیا دَر پو اس قفل یک سخت تر
لکھے تھے سو یوں قفل پر خط نیک — کہ ہے عرش تا فرش سجان ایک
پڑیا تب مبارک او خط بے حجاب — پڑیا قفل اپس تے اپی کھل شتاب
بڑاں میں گیا اس محل کے بھیتر — دکھیا کئی محل یک تے یک خوب تر
سُتے کے اچھے خاص او سب محل — مرصع کرے تھے اسے بے بدل
سو یاقوت ہور لعل مرجان سوں — جڑے تھے محلاں اوکت گیان سوں
بلندی میں ہر یک محل جوں گگن — زمیں سے فراخی (میں) ہر یک انگن
رکھے تھے وہاں یک کندوری سنوار ۱۳۹۰ بھی پانی کے کوزے کتیک بستار
سو اس بھتا الوان نعمت کے خوان — جو دیکھیا انکھیاں نا سنے کس کے کان
میں جا اس کندوری پو کھایا طعام — پیا آب شیریں تے اس ایک جام
چلیا وانتے اُٹ کر شتابی بدل — پھریا او مکلل محلاں سکل
جو ناگاہ واں ایک صوفی مجھار — دسیا ایک حجرا جواہر نگار
جو او سب محلاں میں خوش رنگ تھا — سکل نقش جوں نقش ارژنگ تھا

جتے نقش اسکے سو گلشن دسیں — جواہر سنالیاں تے روشن دسیں
انھا پردۂ سبز اوس در پو ایک — فلک سبز حیراں تھا جس کوں دیک
سو پردے پو او خوش جھلک دیک کر — او چاسٹ کو پردہ گیا میں بھنر
کتیک تن دکھیا اس میں زخمی اچھے — دھڑاں تھے و لے جیو ان میں نہ تھے
اگرچہ نہ تھا جیو و لے سربسر — دسے تن جتے جیو منن جلوہ گر
ہتیاراں پو تکیہ کئے تھے سکل — توں بولے اتا آئے ہیں دل کھندل
رنگیں کسوناں لھو کی لالی سوں لال — شجاعت میں ہر یک دسیں باکمال
سو میں واں ٹھکیا حال او دیک کر — جو ایسے میں واں بھی دسیا ایک در
سو اس دار پر تھے سواراں چہار — کمر باندھ ہتیار شمشیر دار
ڈریا میں سواراں کوں واں دیک کر — جو بولنگے مجہ توں کے آیا بھنر
جو اتنے میں مج دیک چار و سوار — مرا ناوں لے مجکوں بولے پکار
کہ توں گھر کی تیرے نکو فکر کر — جو یانتے ترا گھر ہے نزدیک تر
براں میں بھی خوش ہو انو سوں کلام — کیا ہور پوچھیا یو قصہ تمام
سو بولو جو یو کون ہیں کشتگاں — تمیں کون ہیں جو کھڑے ہیں سو یاں
یو سن یوں دئے جاب چارو سوار — کہ یو کشتگاں ہیں ہمیر کے یار

جواب

کہ حق کے بدل یو ہوے ہیں شہید   جو دونو جہاں میں ہو ہیں سعید
یقیں جان توں اے نسیم انصار   ہمیں ہیں خدا کے فرشتے چہار
جداں جگ میں تھے نوح اے نیک نام   تداں سوں نگہدار ہیں یاں مدام
کندوری جو یاں یک رکھے ہیں سنوار   کہتے ہیں کہ فردوس تے لیاے بھار
سو لوگ آ کو کھاتے ہیں وطعام   ولے کم نہ ہوتا ہے اے نیک نام
بزاں ان سوں بولیا مرا حال ہیں   کہ بچھڑیا ہوں مجہ گھر تے کئی سال
گھٹیا باٹ چلتے مرا جان و تن   نپایا و لے باٹ گھر کے رخن
کہے گر توں قبلے طرف جائیگا   ترے لوگ سب کے سو توں پائیگا
دلاسے سوں یو جب دئے مجہ جواب   دعا کر کو ان کوں چلیا تب شتاب

چلیا جلد ہو واں تے اندوہ میں   زمیں پر زمیں کوہ پر کوہ میں

کتیک رات دن یوں گئے جب گذر   دسیا باغ صحرا میں یک سبز تر
ہر یک جھاڑ سو سبز جوں نوں نہا   ہر یک شاخ طوبیٰ نمن باردار
درختاں جو پاتاں سوں باندے نقاب   نہ دیکھی زمیں او کدی آفتاب
سورگ بن جو تھی دھوپ کوں باٹ تنگ   اٹھا عرش تے فرش لگ سبز رنگ
سو لالے کے یاقوت جیسے چمن   سو نیلم نمن سب یو نقشے کے بن

دسیں نرگس اس یوں چمن خوب کے ۔ جو جھلکے نین خوب محبوب کے
لٹک سنبل یوں تھے گل لال پر ۔ کہ جوں زلف محبوب کے گال پر
پیالے سو لالے کے بھرتے مدن ۔ ڈولیں باد سو شاخ بناں من
کنول کھل کو اس دنت ہا نکلے ۔ کہ عود سوز تے عود کا جوں دھنور (دھنواں)
چمن میں بہار کھل کو سارے گلاں ۔ خوش آواز نھیاں اس پر بلبلاں
پکارے کتے فاختے سر سری ۔ ہنسے کس طرف خوش ہو کر کبک دری
اتھے خوش نما اس میں شمشاد و سرو ۔ سو قمری یو دراج کبک و تذرو
اناراں جو تھے بے بدل تو تکے ۔ سو حقی اتھے لعل یاقوت کے
پکیاں خرماں یوں دسیں تابدار ۔ سو کنچن (سونے) کے جوں ہیکلاں تابدار
دھریں خوشے انگور کے سبز بیل ۔ گگن سبز میں جوں ثریا کی جھیل
سو میوے تھے اس بہانتی ہر جتن ۔ نہ کاناں سنے کوئی دیکھے نین
درختاں ہزاراں جنس (طرح کے) کے تھے بار ۔ سو میوے تھے یو شاخ پر کئی ہزار
سکل کالوی جو رواں اتھے سو واں ۔ سو پیارے لگے جو نکہ عمر رواں
دسے سبز سبزی (ہریں) میں یوں صاف جل ۔ رپے کے زمرد کے تختے یو جل
دسیں جھار چشمیاں یوں یوں سر بسر ۔ کہ جوں خضر امرت کے چشمے (چشموں) اپر

عجب خوشنما سبز او باغ تھا — ارم دل میں جس باغ کا داغ تھا
پھریا باغ جب میں تماشے بدل — دسے واں بڈے مرد یک جھاڑ تل
جو بیٹے تھے تسبیح کے دھیان میں — جو مشغول ہو ذکر سبحان میں
سو مک صبح ہور بال کافور سے — دسیں پیر او پارۂ نور سے
انگے جا کو ان کو کیا میں سلام — علیکی مجے دیکو او نیک نام
کہے ہے توں او جو گنوا اننا گیا — کہ سارا مدینہ تجے دھنڈ رہیا
کہا ہوئے او ہوں میں اے نیک نام — سنے تو کروں عرض قصہ تمام
کہے ہنس دلاسے سوں اے مرد نیک — کہ جا تو انگے چپ و ضو کر کو دیک
ملیں گے تجے یک دو جے پیر مرد — انو پاس تج حال کا بول درد
ترا اُن سوں خاطر نشاں ہوئیگا — سکل مشکل آسان واں ہوئیگا
جب اس نت بھا سوں او کیے مجہ نشان — وداع ہو کو واں سوں ہوا میں رواں
انا ساقی آنوں کہ اے دل ملول — بجز مے نہ کرنا ہے کس کوں قبول
انا آنوں اے ساقی خضر گن — پلا جام او آب حیواں منن
کہ نا اسکی مستی سوں پایں حیات — اچھوں خوش سدا مل عزیزاں سنگات

مقام دوازدہم

مرے دل نے تعلیم لے خضر پاس ❊ کیا سبز یوں اُس بیاں کا لباس

کہ اپنا کہے بارواں یوں مقام ❊ تمیم الفصاری علی سوں تمام

کہ واں تے چلیا چار دن چار رات ❊ سو حق کا مدد رہنما لے سنگات

یکایک دکھیا ایک صحرا اپر ❊ سو یک باغ فردوس سا جلوہ گر

اگر ہور چندن ہور صندل کے جھاڑ ❊ سرب آنک کھینچے تھے چوگرد باڑ

نظر جاں تلک جائے واں حسن رخن ❊ زمیں سب دسے سبز طوطی نمن

توں بولے بچھائے تھے بھر نشاط ❊ زمیں پر سکل عبقریں کا بساط

دسیں اوس لہلہتے سبزے پر ❊ ہرے پاچ کے جوں پروئے گہر

اتھے بوند شبنم کے لالے پو یوں ❊ جھلکتے ستارے شفق میں تے جوں

تھکے سبز سبزی میں اس دیک ہرن ❊ مدن کے چمن میں جوں آہو نمن

گلاں سوں زمیں سبز ست بے گماں ❊ دسے جوں ستاریاں سوں سبز آسماں

اتھے لال ہر ایک گل شاخ پر ❊ صراحی مے لعل کی سربسر

مے ناب شبنم اتھی جوں گلاب ❊ چھکے نین نرگس کے پی پی شراب

ڈولیں باد سوں گل کے کئی شاخ بھار ❊ مدن پی کو جوں نازنی گلعذار

نازنیں

دسیں سُرخ گل سبز ڈالے منے رخ خوب جوں سبز والے منے
اتھے سرخ گلنار کے پات سب کہ جوں پان کھائے سو خوباں کے (لب)
لگے جھونکے منے ہر رخن بنفشے رکھے سر عروساں نمن
کنول پر دسیں پر بسارے بہور کہ جوں سیام ابرو کنول نین پر
اگر بیچی کے پیچہ یوں پر نگار کہ مہندی سوں جوں پنجہ گلعذار
جتے عشق پیچے اتھے خوش نظر سٹیں عشق کے پنجہ میں سر بسر
ہزاراں کھلے ارغواں کے چمن ہزاراں پھلے نسترن ہور سمن
اتھے خوشنما گل ہر یک ڈال کے ضمیراں ہور سنبل ہور گل لال کے
گلابی گلاں کے کھلے کئی چمن بھلے یاسمیں ہور کھلے یاسمن
بناں کیوڑیاں کے جو آتچ پاس (تھے؛ بن کیوڑوں) کئے تھے اپس (پھولے) دھامناں کا لباس
دسیں جھاڑ چنپا کے یوں روپ سوں کہ جوں لاجوردی طلا دھوپ سوں
کھلے مکہ پوا رگند سوں سینوتی بھلے جائے جوئی سو مل رینوتی
کھلے کئی وضع کے گلاں چاؤ سوں جھڑے کئی وضع کے پتے باؤ سوں
زنگار رنگ پھولاں کی جھڑ جھڑ زمیں رہی سو رنگ دامنی مدتی
گلاں پر سوں چو چو کے شبنم کی نم (پتے) چمن وال کے سب ہو (ہے) رہتے جم

ملاکر نوے چاند سے ایک ٹھار — دھرے تھے ہر یک بند پانہ سنوار
بھی ایسے تھے کئی پھل نوے ہر خن — نجا کی زباں کس نہ دیکھے نین
سیتے ہر طرف جھاڑ تھے باردار — جو ناکر سکے کوی ان کا شمار
سیتے ڈاٹ جھاڑاں ان جھاڑاں سو ڈولے — جو بچھڑے سو ان جوں مل کو لگتے گلے
سو کئی جھاڑ میوے کے تھے مایہ دار — جتے مایہ داراں ونے سایہ دار
سعادات میوے ادک بار تھے — سو امرت کے چشمے ہر یک بھار تھے
انتھے قدِ دلبر سے شمشاد کئی — الف سار کے سرو آزاد کئی
درختاں جتے خضر سے حلہ پوش — ہر یک چشمہ لذت مین جوں آب نوش
جتے جل کے چشمے و تحیو کے قوت — کریں ذکر حَیِّ الَّذِی لَایَمُوت
دسیں کالوی سبز سبزے میں یوں — پٹیاں میں عروساں کے ہے مانگ جوں
کنارے سو نالے کے سبزے سو بھر — دسیں سبز خطاں کے جیسے اوپر
دسیں جل میں سبزی سو ایسا خیال — صفادل میں فردوس کا جوں جمال
بھریں جل جو کر موج سوں غلغلہ — چلاوے ہر یک عشق کا سلسلہ
دسیں بھوئیں پر موج ہر رود کا — بینے خضر جوں زرہ داود کا
چھیاں رقص کر تیاں پھنیاں جوں مل سکل — کتے جن بجاوے جو تال ہور مندل

دھرے ہر مچھی واں کی ایسا ہنر کولاٹی (قلابازی) کریں کیا کولاٹ اس اپر
دِکھت خوش ادا اس مچھانکا سکل گگن کی مچھی او گئی ہے پکل
تِریں جل میں خوشحال گردن فراز بغولے (بگلے) بدق (بطخ) او لیا ہور قاز
اتھے کئی پرندہ جو واں سر بسیر کہ جوں حلہ پوشاں ہیں کوثر اپر
کہے توں درختاں کوں اس جل سنگات کہ او خضر ہور یو ہے آبِ حیات
عجب خوش لگے جھاڑ چشمے اپر سو آواز مرغاں کا شاخاں اپر
جتے مرغ رنگاں سوں خوش رنگ تھے اداں میں گلے سب جوں چنگ تھے
ہرے لال مرغاں سوں سب شاخسار دسیں سبز ہور سرخ جوں نوبہار
ہر یک شاخ پر مرغ کئی خوشنما رہے تھے خوش آواز ہو کر ہُما
خوش الحان مرغاں کے تھے بے حساب زیلاں کھو ہور انکے چنگ و رباب
سو مینا ٹوری و کبک دری بھی نوری سوں مل فاختے صرصری
کریں گل پو بلبل ثنا بے شمار ہزاراں ڈریں داستاں کئی ہزار
سو موراں لگے ناچنے دیک مور پپیہا کرے پیو پیو (پڑھیں) اس سمور
خوش آواز قمریاں کیاں آشکار رکھیاں (پپیہا) کوک نیاں کوں یلاں (موراں) بٹھا رٹھار
خوشیاں کر اپس دلمیں ہر یار کا ہنسے ہنس ہنسا دیک گلزار کا

خوش آواز قمریاں ہیں درّاج کا بدھاوا اتھا باغ کے کاج کا

عجب باغ سر سبز تھا سر بسر فراخی منے جائے جاں لگ نظر

اتھا ہر چمن اس میں کئی کوس کا توں بو نمونہ تھا فردوس کا

اچھے کیوں نہ یوں جلوہ گر او چمن کہ عاشق کے آرام کا تھا وطن

نظر ہور دل کوں سو بخشے شرف کیا باغ میں سیر میں ہر طرف

یکایک واں دیکھا ہی یک مرد پیر جو بیٹھے تھے قبلے طرف سٹ حصیر

دسے مکھ تجلی سوں سورج منن ۔ ۱۵۲۰ سکل بال اجلے دسیں جوں کرن

سراپا تھا سبز اس کا لباس محبت دسے ان میں ات بےقیاس

دسے سبز کسوت میں انکے سو تاب فلک سبز میں جوں دسے آفتاب

توجہ رکُ انسوں اپس کا تمام انگے جا ادب سوں کیا میں سلام

علیکی مجھے دے کو او کام گا کہے اب توں جا آ نمیم انصار

بزاں انکے نزدیک جا با ادب کیا عرض ان سوں مرا حال سب

جو کئی سال میرے یو یو حال ہے ہر یک طاس میرے یو کئی سال ہے

یو غم مجھ ہے ڈونگر ہر یک بال پر ہر یک بال شاہد ہے مجھ حال پر

نہیں بال کانٹے بھریا ہے یو تن ہوا تن درخت مغیلاں منن

اگیٹی ہے سینہ مرا سر بسر دھنواں ہے ہر یک بال مجہ سین پر
گھرے محنتاں مجہ پو کئی دمبدم اکتار نج سوسوں کنا درد و غم
اچھینگے مرے آل و اہل و عیال بچھڑنے تے میرے پریشان حال
مرے دل کے میوے مج انکھیاں کے نور ہوے کئی برس جو مجہ تے دور
ادک اس سبب غم تے میں جج رہوں جو حضرت کے روضے سوں میں دور ہوں
کداں ہوئے یارب جو ایسا سبب کروں خاک اس سر پو دیدیاں میں اب
یو سن حال او پیر فرخندہ ذات دئے جاب یوں مجہ دلاسے نگات
کہ توں کچ نکو اچہ پریشان حال ترا گھر ہے نزدیک یانتے اتال
ترے گھر کوں میں بھیج دیتا ہوں جان اپڑنے میں تیرے نکو رک گمان
اول جانوں اس باغ میں سیر کر سو میویاں تے توں سیر ہو بسر
پراں بھی سو پھریا یچہ آ توں سنبھال کہ تجہ گھر کوں اپڑایگا ذوالجلال
گیا وانتے اس باغ کے جلد تر کتیک دور اس ڈاٹ جھاڑاں بھتر
کتیک توڑ میوے تناول کیا سو یک پاک چشمے تے پانی پیا
یکایک واں یک کنارے رخن دکھیا میں جو بیٹھی ہیں یک پیر زن
اتھی پیٹ خم راست مانند چنگ انکھیاں سبز بد شکل ہور زشت رنگ
پیٹھ

سیہ رنگ بدشکل اس انگ پر — اتھی کسوت ابریشمیں خوب تر
سو پینی اتھی رنگ پر کئی ہزار — مکلل جواہر سو پستاں سنوار
بھی موتیاں کی تسبیح اپس ہات دھر — پھرانی تھی منکے ثنا بول کر
انگے جا سلام اس کہیا میں شتاب — غروری سوں وہ بھی نہ دے مج جواب
نظر کی حقارت سوں جب مجہ رخن — کہیا تب میں غصے سوں اے پیر زن
ترے تے بوڈے لوگ سارے تمام — ادب سات میرا لئے ہیں سلام
کہ توں کون کیا ہے بڑائی تجھے — کہ ہرگز علیکی نہ دی توں مجھے
میں کئی دھات پوچھیا اُسے بات ان — نہ دی جاب مجہ کوں سو او پیر زن
ولیکن یک آواز واں آشکار — ہوا یوں کہ ہاں اے تمیم انصار
ہلاکی سوں منگنا ہے شوخی کی بات — یتی تندی کرنا ہے اسکے سنگات
یتی بات کرتے تجے کیا مجال — انا بیگ جا توں اسکوں سنبھال
سنیا جب میں آواز او ہولناک — ہوا دل مرا ہولتے چاک چاک
ہوا جب اس آواز تے مجہ ہراس — گیا جلد میں پھر کو اس پیر پاس
ادب سات پوچھیا انو سوں سوال — کہیا میں کہ اے پیر فرخندہ فال
سوالاں ہیں یک چار مجہ دل اپر — جو اسکے جواباں کہو کھول کر

اول یک جو تم کون ہیں سو کہو | تمن چھانوں مجھ سر پو دایم رہو
دوجا او جو یو کون ہے پیر زن | جو بیٹھی ہے اس باغ کے یک رکن
تیجا او جو آواز او ہولناک | سو کس کا اتھا مج کہو صاف پاک
بھی تمنا سوں مج یو ہے چوتھا سوال | جو او کون تھے پیر صاحب جمال
جو بھیجے ہیں مجکوں تمن پاس او | مرے گھر اپڑنے کی دے آس او
سوالاں یو سن پیر ہنسکے شتاب | کہے سن بیاں وار ہر یک جواب
اول مجہ کوں پوچھیا کہ اے نیک ذات | خضر ہوں نگہ بان آب حیات
دوجا سن جو بیٹھی سو او پیر زن | ہے دنیا کی صورت عجب راہ زن
رہے ہے عروسی سوں اپسیں سنوار | عروس ایک داماد جن کئی ہزار
او باتاں جو بولے تجھے ہانک مار | سو یاجوج ماجوج اسے بار غار
ملے تجہ نے اول جو او مرد پیر | سو الیاس تھے پاک روشن ضمیر
سوالاں کے میرے سنیا جب جواب | دعا کر کو پوچھیا تب ان کوں شتاب
جو یا نتے مرا گھر کتی دور ہے | کہو مجہ کوں دل غم تے رنجور ہے
کہے گھر کوں یا نتے تج اے نیک نام | جو سو سال کے باٹ ہے والسلام
یو سنکر خبر میں ہوا زار زار | سٹیا ابر تمنے انجو بے شمار

کہے خضر مجہ کوں نکو ڈر اتال — کہ تجہ گھر کوں اپڑایگا ذو الجلال
تو کر شکر سبحان کا بے عدد — جو لیایا تجے یاں تلگ کر مدد
جو کوئی یاں تلگ تجکوں لیایا سنبھال — سو بھی تج مدد او کریگا اتال
ترے دل میں یو بات تحقیق جان — کہ تحقیق تجہ پر ہے حق مہربان
کنیک روز یاں اچھ مرے پاس توں — کہ لاشک ترا پائے گا آس کوں
بزاں میں کنیک روز واں خضر پاس — رہیا یا علی گھر کی رک دلیں آس
یکا ئیک یک روز واں پر ایک ۵۸۰ — آکیا خضر کوں اسلام علیک
پُچھے تب خضر نے اسے ابھال — تجے کاں رضا ہے پرسنے اتال
کہا حکم ہے مج یمن کے اپر — رضا اس دئے خضر فی الحال پر
بھی یک روز یک ابر آیا امول — کہے اس تجے کاں رضا ہے سو بول
کہا روم پر ہے مجے اب رضا — اسے بھی دئے خضر نے تب رضا
گیا وانتے او ابر بارے مثال — بھی آیا کنیک دن پچھے یک ابھال
سو تسلیم کر خضر کوں باشرف — کہا حکم ہے مجہ مدینہ طرف
کہے اسکوں تب خضر فرخندہ فال — کہ اپڑا توں اس مرد کوں واں اتال
کہ اس مرد کا ہے یمن میں ٹھانوں — انو کا تمیم انصاری ہے ناؤں

بچھڑ گھر تے کئی سال ہیں نے ازار	سو دیکھے ہیں یو محنتاں بے شمار
سو یوں بول کر بھوت تاکید سات	دعا کر کو مجہ کوں دئے اسکے ہات
بزاں خضر کے حکم پر آو ابھال	اپس پیٹ پر لے چلیا مج سنبھال
چلیا جلد کیا کوہ کیا دشت سا	ہر یک پل میں سو کوس پل سو ہزار
معلق ہوا پر اٹھا تیز رو	سلیمان کے تخت سا جلد رو
پون پر سگاسن میں اس ہو سوار	تماشے دیکھیا میں ہزاراں ہزار
سو القصہ یک روز میں سیر کر	مجے لیا اتاریا مدینے بھتر
میں اتریا مدینے میں جب یا علی	ہوئے مشکلاں سب مرے منجلی
کھلے جیو سوں میرے سکل غم نے بند	ہوا عیش کوں دل کے میرے انند
خوشی سوں اپس تن میں مایا نہیں	اپس میں اپی میں سمایا نہیں
میں اپڑیا جو مج گھر کوں آ شیر نر	سو احسان ہے خضر کا مج اوپر
مجے خضر سا رہنما حق دیا ۱۶۰۰	بھی آخر مشرف تمن سوں کیا
ہر یک بال میرا اگر ہوئے زباں	نکر سک سوں میں شکر حق کا بیاں
جو دکھلا تماشے مجے کئی ہزار	اپس معرفت کے ہنر بے شمار
سو کئی کئی بلایاں تے رکہ مج جتن	بھی آخر کوں لیایا مجے مج وطن

تمن پاس اے حیدرِ نیک نام
جو کچھ تھا سو قصہ کیا میں تمام

سنے سربسر یو جو قصہ عجب
عجب ہور ہے یار اصحاب سب

علی سن یو رنگیں حکایت عیاں
پیمبر یو صلوات پڑ بعد ازاں

کہے راست قصہ ہے یو سربسر
مجھے حق خدا کے نبیؐ نے خبر

بزاں ان کوں حمام فرما شتاب
سورج کر کے دوری برق کا حجاب

یہ بچھانے بزاں انکوں اصحاب سب
بجا لیائے سب مل کو انکا ادب

ہوا سب یو پور از جب منجلی
بزاں شاہ مرداں علی ولی

تمیم انصاری پو رحمت کئے
بزاں انکی عورت انوکوں دئے

ہوے شاد تب اہل مجلس تمام
دعا پر کئے ختم سب والسلام

انا ساقیا عشق کا جام لیا
سو او جام نیکو سر انجام لیا

کہ تا مل پیویں سب عزیزاں اکھے سات
جو ہے بزم خوش دل کیے یاراں سنگات

بحمد اللہ از حسنِ توفیق رب
ہوا نظم دلخواہ یو ختم سب

ضمیمہ

"قصۂ بے نظیر" یا حضرت تمیم انصاری کی مہمات سے متعلق کئی قصے اور بھی لکھے گئے ہیں، جو نظم اور نثر دونوں پر مشتمل ہیں، اور مختلف مصنفین کے ہیں۔ ان میں سے مرتب کو جو قصے مل سکے، ان کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

(۱) قصۂ تمیم انصاری۔ منظوم۔ جس کا ایک مخطوطہ عالیجناب نواب سالار جنگ بہادر کے کتب خانہ میں محفوظ ہے، سنہ ۱۰۹۰ کا لکھا ہوا ہے۔ اس کے مصنف کا نام واضح نہیں ہے صرف ذیل کا شعر ہے، جس سے مصنف کے نام کے متعلق کچھ قیاس قائم کیا جا سکتا ہے۔

که عاجز کبیرا ہے کمتر غلام ۔۔۔ دھرے یاد اللہ محمدؐ کا نام

اس قصے کا آغاز حسب ذیل شعر سے ہوتا ہے۔

صفت میں خدا کا کہوں ابتدا ۔۔۔ نہ اس باج بھی کوئی دسرا خدا

خاتمے کا شعر یہ ہے۔

یو قصہ کیا ہوں ہیں تمت تمام ۔۔۔ محمدؐ نبی پر درود ہور سلام

"قصۂ بے نظیر" میں اور اس قصّے میں بعض جزئی واقعات میں اختلافات ہیں۔ مثلاً حضرت تمیم کی بیوی جب خلیفہ کے دربار میں آتی ہے تو بتلایا گیا ہے کہ وہ اپنے دونین بچوں کو بھی ساتھ لاتی ہے۔ شعری اعتبار سے یہ کوئی اہم کارنامہ نہیں ہے۔

(۲) "قصۂ تمیم انصاری" مصنفہ سید محی الدین قادری جعفری ابن سید شاہ شمس الدین قادری گنگوہی یہ قصہ نثر میں ہے۔ اس میں اور "قصۂ بے نظیر" میں واقعات کی حد تک بہت کچھ اختلافات ہیں۔ اس قصّے کا مخطوطہ بھی عالیجناب نواب سالار جنگ بہادر کے کتب خانہ میں موجود ہے۔

(۳) قصۂ تمیم انصاری۔ مصنّفہ غلام رسول، غلامی، ساکن کھمبایت، منظوم سنہ تصنیف ۱۲۱۸ھ، اس قصّے کا ذکر مقدمہ میں آچکا ہے۔